49

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔ جون 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سرکاری کارروائی

سالانہ میزانیہ بابت سال 12-2011 پر عام بحث

51

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

سوموار، 13۔ جون 2011

(یوم الاثنین، 10۔ رجب المرجب 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 42 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَ
اجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ (35) رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ
كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ ۖ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۖ وَمَنْ عَصَانِي
فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (36)

سُوۡرَۃُ إبراهيم 35تا36

اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لئے) امن کی جگہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ (35) اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو بخشنے والا مہربان ہے (36)

وماعلینا الاالبلاغ

نعت رسول مقبولﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

سرِ طور کوئی جائے اُسے آپ کیا کہیں گے
جسے خود خُدا بلائے اُسے آپ کیا کہیں گے
شب و روز دشمنوں کو جو دعاؤں سے نوازے
جو ستم پہ مسکرائے اُسے آپ کیا کہیں گے
جو کرے کلام ربّ سے وہ لقب کلیم پائے
جو کلامِ ربّ سنائے اُسے آپ کیا کہیں گے
کوئی اُس کی عظمتوں کی نہ مثال ہے نہ ہو گی
جو خدا سے مل کے آئے اُسے آپ کیا کہیں گے
جو خُدا سے دور کر دے اُسے کیا کہیں گے اعجازؔ
ہمیں ربّ سے جو ملائے اُسے آپ کیا کہیں گے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! ہماری ساتھی انجم صفدر صاحبہ کی والدہ فوت ہو گئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پہلے مجھے بات کرنے دیں اس کے بعد آپ بات کریں۔اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔محترمہ! اب فرمائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

تعزیت

معزز خاتون ممبر انجم صفدر صاحبہ کی والدہ ماجدہ، صدر مملکت جناب آصف علی زرداری کے والد محترم اور معزز ممبر راجہ حنیف عباسی کی والدہ ماجدہ کے لئے دعائے مغفرت

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ہماری ساتھی انجم صفدر صاحبہ کی والدہ فوت ہو گئی ہیں میری استدعا ہے کہ ان کے لئے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

محترمہ سفینہ صائمہ کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! محترم صدر پاکستان کے والد محترم حاکم علی زرداری صاحب وفات پا گئے ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! حنیف عباسی صاحب کی والدہ محترمہ فوت ہو گئی ہیں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: تمام مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

محترمہ حمیرا اویس شاہد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No, no اچھا آپ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جی، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ باہر ایک ریلی آئی ہوئی ہے اس میں سود خوروں کے ستائے ہوئے لوگ ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ہماری بات نہ سنی گئی تو ہم خودسوزی کر لیں گے لہذا آپ سے گزارش ہے کہ معزز ایوان سے کچھ ممبران کو باہر بھیجا جائے تاکہ ان

کی بات سنی جائے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں اور ان کا پیغام آپ تک پہنچ سکے لیکن کسی وزیر کو بھی ضرور ساتھ بھیجنا چاہئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جائیں، چوہدری عبدالغفور صاحب، سید حسن مرتضیٰ صاحب، محسن خان لغاری صاحب اور میاں نصیر صاحب جائیں اور ان کی بات کا پتا کر کے آئیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 37 محترمہ سیمل کامران صاحبہ، چوہدری عامر سلطان چیمہ صاحب، خالد جاوید اصغر گھرال صاحب، زوبیہ رباب ملک صاحبہ، حافظ قمر حیات کاٹھیا صاحب اور طاہر اقبال چوہدری صاحب کی طرف سے ہے، یہ تحریک استحقاق پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ راناصاحب! آپ نے اس کا جواب دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے کی طرف سے اس کا جواب موصول ہوا ہے اور انہوں نے یہ وعدہ کیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ معزز ممبران، آرڈر پلیز۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمے نے وعدہ کیا ہے کہ اگلے ہفتے میں یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، اگلے ہفتے یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری بڑی humble submission ہے کہ ایک تحریک مجلس استحقاقات کو refer ہو چکی ہے وہاں کمیٹی میں ڈیپارٹمنٹ کے لوگ دو دفعہ آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم رپورٹ سیکرٹریٹ کو دے چکے ہیں اس کے بعد دو اجلاس ہوئے ہیں لیکن وہ رپورٹ آج تک ایوان میں پیش نہیں کی گئی اور ابھی جس رپورٹ کی بات کی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس رپورٹ کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جی، میں 2010 کی رپورٹ کی ہی بات کر رہی ہوں اور میری استدعا ہے کہ اس کو مجلس استحقاقات کو بھجوائیں۔ یہ محکمے اس کو بالکل lightly لیتے ہیں اور اس طرح معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ یہ اس House کو answerable ہیں، 2010 کی رپورٹ ابھی تک ایوان میں نہیں آئی اور ابھی بھی اگلے ہفتے کا کہہ رہے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کے سپرد کریں۔ یہ 2011 نہیں بلکہ 2010 کی بات ہے اور ہر اجلاس میں یہی ہوتا ہے کہ پہلے اسے pending کروایا جاتا ہے اور پھر کمیٹی کو refer کروا دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو refer کر دی گئی تو جب ایک ماہ بعد اس کی turn آئے گی تو محکمہ وہاں پر آکر یہ کہے گا کہ رپورٹ پیش کی جا چکی ہے۔ اب انہوں نے اگلے ہفتے رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کا کہا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہم اگلے ہفتے تک انتظار کرتے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ سے اور لاء منسٹر صاحب سے بھی request ہے کہ بات صرف کمیٹی کو refer کرنے کی نہیں ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کمیٹی سے اس لئے ہچکچاتے ہیں کہ یہ وہاں پر answerable ہوتے ہیں۔ ہم 2010 کی رپورٹ کی بات کر رہے ہیں، ہم نے یہ کمیٹی کو refer کروا کروا کر تین تین، چار چار سالوں کی رپورٹیں House میں پیش کروائی ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! ہم اس کیس کو ایک test کے طور پر لیتے ہیں اگر انہوں نے seven days میں رپورٹ نہ دی تو پھر یقیناً یہ مجلس استحقاقات کو چلی جائے گی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بہت سارے test cases محترم چیئرمین مجلس استحقاقات کے knowledge میں ہیں کہ یہ وہاں مجلس استحقاقات میں بیٹھ کر کہتے ہیں کہ ہم نے رپورٹ سیکرٹریٹ میں جمع کروا دی ہے، اس کے بعد دو دو، تین تین اجلاس آتے ہیں لیکن وہ رپورٹ House میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر: اگر وہ غلط کہیں گے تو اس کا notice لیا جائے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! پھر تو اس پر بھی تحریک استحقاق move کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر43، رائے شاہجہان صاحب کی ہے۔جی، رائے صاحب! آپ اپنی تحریک move کریں۔اس سے پہلے والی تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک استحقاق کو پڑھنا نہیں چاہتا۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو درخواست سمجھتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب کو پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی تحریک وزیراعلیٰ صاحب کو کیسے بھیج سکتا ہوں؟ میں اس تحریک کو مجلس استحقاقات میں بھجوا سکتا ہوں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک کو پڑھنا چاہتا ہوں اور نہ ہی تحریک استحقاقات کے سپرد کرانا چاہتا ہوں۔ میری آپ سے صرف اتنی استدعا ہے کہ اس تحریک کی ایک نقل وزیراعلیٰ صاحب کو بھجوادی جائے۔ میں ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ:

نہ ہی وہ بدلے، نہ ہی دل بدلا، نہ ہی دل کی آرزو بدلی
میں کیسے اعتبار انقلاب آسمان کر لوں؟

جناب سپیکر: جب آپ اپنی تحریک استحقاق کو پڑھنا نہیں چاہتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اس کو stress نہیں کر رہے۔ جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! رائے شاہجہان صاحب کی تحریک استحقاق نمبر43 کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ معزز ممبر اپنی تحریک کو پڑھنا نہیں چاہتے، ویسے بھی یہ بڑی مضحکہ خیز ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کو نہ پڑھنے کا انہوں نے صحیح فیصلہ کیا ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میری یہ تحریک مضحکہ خیز تو نہیں لیکن مجھے حکومت پنجاب پر کوئی اعتبار نہیں ہے اسی وجہ سے میں اپنی تحریک کو پڑھنا نہیں چاہتا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک استحقاق نمبر43 کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک استحقاق نمبر45 محترمہ سیمل کامران اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔رانا صاحب! اس کا جواب آنا تھا۔

مسودہ قانون شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1976 کے تحت ادارہ کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ رپورٹ اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! راناصاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ رپورٹ اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرادی گئی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ رپورٹ کب جمع کرائی گئی ہے؟ ہمیشہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے لیکن ہاؤس میں رپورٹ نہیں آتی۔ کیا یہ رپورٹ کل ہاؤس میں distribute ہو جائے گی یا ہاؤس میں پیش کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: جی، میں اپنے سٹاف سے check کراتا ہوں اگر یہ رپورٹ اسمبلی سیکرٹریٹ میں موصول ہو گئی ہے تو یقیناً اس کو ہاؤس میں پیش کر دیا جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جب تک یہ رپورٹ ہاؤس میں پیش نہیں ہوتی اس وقت تک اس تحریک کو pending فرمادیں۔ میری اطلاع کے مطابق یہ رپورٹ ابھی تک اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع نہیں کرائی گئی، اگر جمع کرائی جاتی تو پھر یہ ہاؤس میں پیش ہو گئی ہوتی کیونکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا سٹاف اتنا نالائق نہیں ہے۔ آج حکومتی نااہلی اسمبلی سٹاف پر ڈالی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ہم اس کو check کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 46 محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی طرف سے ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! کیا تحریک استحقاق نمبر 45، pending کر دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: اس کا جواب آجائے گا تو میں آپ کو بتادوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: تو کیا اس وقت تک یہ تحریک pending رہے گی؟

جناب سپیکر: اگر رپورٹ موصول ہو گئی ہے تو پھر آپ کی یہ تحریک dispose of ہو جائے گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر رپورٹ اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرادی گئی ہے تو پھر اسے ہاؤس میں پیش کیا جانا چاہئے تھا۔ یہ تو اسمبلی سیکرٹریٹ کے ساتھ بھی مذاق کیا جارہا ہے۔
جناب سپیکر: جی، ٹھیک۔ اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر46 محترمہ سیمل کامران، سیدہ ماجدہ زیدی اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے ہے۔

مسودہ قانون ادارہ محتسب پنجاب مصدرہ 1997 کے تحت ادارہ کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت سال 2010 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر46 کا محکمہ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے کہ سالانہ رپورٹ بابت سال 2010 مذکورہ ایکٹ میں دیئے گئے شیڈول کے مطابق مرتب کر دی گئی اور گورنر پنجاب کو مورخہ 11-03-18 کو پیش کی جا چکی ہے۔ مذکورہ رپورٹ کی مطلوبہ جلدیں معزز ایوان میں پیش کرنے کے لئے طباعت کے مراحل میں ہیں اس کے لئے انہوں نے دو ہفتوں کی مہلت مانگی ہے کہ within two weeks یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔
محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ رپورٹ بابت سال 2010 کی تھی اسے تو بہت پہلے ہاؤس میں پیش کر دینا چاہئے تھا۔ اب وہ مزید دو ہفتوں کی مہلت مانگ رہے ہیں۔
جناب سپیکر: ہم ان کو ایک دفعہ مہلت دے رہے ہیں اگر پھر بھی یہ رپورٹ پیش نہ ہوئی تو اس معاملے کو استحقاق کمیٹی میں بھجوادیں گے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر49، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے۔ کیا کاٹھیا صاحب تشریف رکھتے ہیں؟ وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر50، ملک عادل حسین اُترا صاحب کی ہے۔ جی، آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

اے ایف سی ضلع بھکر کا معزز ممبر اسمبلی کا فون سننے سے انکار

ملک عادل حسین اُترا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی

ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 24- مئی 2011 کو مسٹر اعجاز جسکانی A.F.C کو فون کیا۔ اس کو اپنا تعارف کرانے کے بعد عوامی مسئلہ کے بارے میں بتایا کہ میرے حلقہ کے رہائشی عقیل عباس ولد مرید عباس نے باردانہ کے حصول کے لئے کال ڈیپازٹ مع ٹوکن جمع کروادیا ہے۔ اب اس کو بار بار چکر لگوائے جارہے ہیں اور اس کو باردانہ دینے سے لیت ولعل سے کام لیا جارہا ہے۔ موصوف آفیسر نے مجھے کہا کہ میں ریکارڈ چیک کر لیتا ہوں آپ عقیل عباس کو میرے پاس بھجوادیں۔ اس پر میں نے عقیل عباس کو A.F.C کے دفتر بھجوادیا۔ جب عقیل عباس میرا کارڈ لے کر A.F.C کو ملا تو اس نے انتہائی ہتک آمیز طریقے سے میرا کارڈ پھینکتے ہوئے کہا کہ میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا میرے پاس کوئی باردانہ ہے اور نہ ہی میں آپ کو باردانہ دوں گا۔ آپ نے مجھ سے پوچھ کر باردانہ کے لئے پیسے جمع کروائے تھے؟ اس پر عقیل عباس نے متذکرہ صورتحال کے بارے میں D.F.C ملک مسعود کو بتایا اور عقیل عباس نے میرا بتایا تو D.F.C خود چل کر A.F.C کے کمرے میں گیا۔ اس نے A.F.C کو کہا کہ عقیل عباس کو باردانہ دے دیں اور اس کو پریشان نہ کریں۔ اس پر A.F.C مزید سیخ پا ہو گیا اور کہا "جاؤ، جاکر اپنے ایم پی اے کو کہہ دو اگر اس نے باردانہ لینا ہے تو پہلے وزیر اعلیٰ سے احکامات لے کر آئے" اس پر عقیل عباس نے مجھے فون کیا اور میری بات اسی فون پر A.F.C سے کروانے کی کوشش کی جو کہ ON تھا۔ موصوف آفیسر نے میرا فون سننے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا اس ایم پی اے کی ایسی جرأت کہ دوبارہ پھر فون کر دیا۔ میں نے ایسے کئی ایم پی اے دیکھے ہوئے ہیں، یہ میرا کیا بگاڑ لے گا؟ اس کے ساتھ ہی اس نے فون بند کر دیا۔

جناب سپیکر! میں ایک عوامی نمائندہ ہوں اور مجھے حلقہ کے لوگوں کو درپیش مسائل کے حل کے لئے افسران سے بذریعہ ٹیلیفون رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ ایک سرکاری آفیسر کا فون نہ سننا، ہتک آمیز رویہ اختیار کرنا اور میرے حلقہ کے ووٹرز کے سامنے میری ساکھ کو نقصان پہنچانے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کو آپ مجلس استحقاقات کے سپرد فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔

ملک عادل حسین اُترا: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 51، محترمہ سیمل کامران کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا نوٹس مجھے ابھی تک موصول نہیں ہوا اس لئے اس کی کاپی مجھے دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس کی کاپی بھجوا رہے ہیں اور اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! مجھے اپنی تحریک پڑھ تو لینے دیں۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: آپ کل پڑھ لیجئے گا۔ اب قائد حزب اختلاف تقریر فرمائیں گے۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی بجٹ تقریر شروع کریں۔

بحث

سالانہ میزانیہ بابت سال 12-2011 پر عام بحث

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 12-2011 پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا تاکہ میں صوبہ کے عوام کے مسائل اس معزز ایوان تک پہنچا سکوں۔ قائد حزب اختلاف تقریر کر رہا ہے مگر فنانس سیکرٹری موجود ہے اور نہ ہی چیئرمین (پی اینڈ ڈی) موجود ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم ان کا انتظار کر لیتے ہیں، ان دونوں افسران کا یہاں پر موجود ہونا انتہائی ضروری ہے کیونکہ ان کی موجودگی سے اس صوبہ کے آٹھ کروڑ عوام کا فائدہ ہوگا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہمارے قائد حزب اختلاف بڑے انوکھے لاڈلے واقع ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کا نام "گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ" میں لکھا جانا چاہئے کیونکہ یہ پارلیمانی تاریخ کے پہلے قائد حزب اختلاف ہیں جنہوں نے یہ چاہا ہے کہ ان کی speech سننے کی معزز ایوان کو ضرورت نہیں ہے، صرف سیکرٹری فنانس اور چیئرمین (پی اینڈ ڈی) کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔ منسٹر انچارج فنانس یہاں پر بیٹھے ہیں، 200 کے قریب عوامی نمائندے بیٹھے ہیں یعنی پورا پنجاب

یہاں پر بیٹھا ہے اور آپ قائد حزب اختلاف کا مطالبہ دیکھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ مطالبہ باعثِ شرم ہے۔اگر انہوں نے بجٹ پر بحث کرنے کی تیاری نہیں کی تو یہ آج شام کا ٹائم مقرر کریں میں ان کی تیاری کرواتا ہوں اور یہ بجٹ پر کل تقریر کر لیں۔اب آپ اگلے مقرر سے کہیں کہ وہ بجٹ پر اپنی بحث کا آغاز کرے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب پچھلے پانچ سال اپوزیشن میں رہے ہیں اور انشاء اللہ اب بھی جلدی وہ اپوزیشن میں آنے والے ہیں۔اس معزز ایوان کی یہ روایت ہے کہ جب بھی کوئی محکمہ discuss ہو تو اُس محکمہ کے متعلقہ سیکرٹری یہاں آتے ہیں۔البتہ یہ بات تسلیم کر لیں کہ ان بے چاروں کے کہنے پر یہاں کوئی نہیں آتا لہذا یہ معافی مانگ لیں۔سیکرٹری ٹو چیف منسٹر یہاں پر ان کی حاضری لگانے کے لئے آتا ہے اگر وہ یہ کام کرنے کے لئے یہاں نہ آئے تو حکومتی بنچز بالکل خالی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے انتہائی دکھ ہے اور مجھے قطعاً امید نہیں تھی کہ رانا ثناء اللہ صاحب آج اس حوالے سے یہ بات کریں گے۔مجھے پورا یقین تھا کہ وہ کہیں گے کہ ٹھیک ہے ان کی بڑی جائز بات ہے۔اگر وہ چاہتے ہیں کہ اس بجٹ کو بنانے والوں کی غیر موجودگی میں ہم اس بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں تو ہم اس کے لئے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ اس صوبہ کے عوام کے ساتھ بہت بڑا مذاق اور ان کے لئے باعث ندامت ہے کیونکہ اس بجٹ کو بنانے والے لوگوں میں اگر تھوڑی سی بھی کوئی ایسی بات ہو تو "چُھونی میں پانی لے کے ڈوب کر مر جائیں۔"(نعرہ ہائے تحسین)

آج سے تین ماہ پہلے محترم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو محکمہ خزانہ کا چارج دیا گیا، پھر بجٹ بننے کے دوران محکمہ خزانہ کا چارج کامران مائیکل صاحب کو دے دیا گیا، پھر بجٹ سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کو اس محکمہ کا انچارج بنا دیا گیا۔۔۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کے بعد بجٹ کی تقریر پڑھنے کے لئے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور جناب کامران مائیکل کے درمیان فائنل مرحلہ آیا جس کے لئے ایک ریہرسل کرائی گئی جس میں میرے بھائی کامران مائیکل اول آئے کیونکہ انہوں نے اپنی تقریر بڑے جوش و جذبے کے

ساتھ پڑھی جس پر میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں لیکن مجھے انتہائی دکھ ہے کہ میرے بھائی نے پوری قوم یا مسلم لیگ (ن) کے لئے جو خدمت انجام دی اُس کے صلہ میں یہ اپنی قوم کے لئے 21 کروڑ 50 لاکھ روپے اور اس میں ایک سال کے لئے صرف 50 لاکھ روپے کا اضافہ کرا سکے تو یہ ان کی طرف سے اپنی قوم کے لئے خدمت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد بجٹ پیش کرنے سے ایک دن پہلے budget briefing کے حوالے سے ایک نیا تجربہ کیا گیا جو دنیا میں کہیں نہیں دیکھا گیا کہ معروف پہلوان رانا ثناء اللہ صاحب کو میدان میں اتار دیا گیا۔ اس کے بعد Post Budget Press Conference ہوئی اس پریس کانفرنس کو وزیر خزانہ نے خطاب کرنا ہوتا ہے میرے سامنے کامران مائیکل بیٹھے ہیں، میڈیا گواہ ہے کہ ڈیڑھ گھنٹے کی پریس کانفرنس میں چھ منٹ یہ بولے ہیں اور باقی وقت سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بولے ہیں۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کیا گیا ہے، اس بجٹ کا مذاق اڑایا گیا ہے اور اس ایوان کی توہین کی گئی ہے، اگر ان کو شرم آتی ہو تو یقیناً ان کا سر شرم سے جھک جائے لیکن ان کو شرم نہیں آتی۔

جناب سپیکر! انھوں نے بجٹ میں میاں محمد نواز شریف صاحب کے vision کا ذکر کیا ہے۔ وہ ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ اس صوبے، اس House کی بہتری کے لئے اور جو صوبے کے نظام کا بیڑہ غرق ہوا ہے اس پر میں بھی آپ سے متفق ہوں کہ اس صوبے میں وزیر اعلیٰ میاں محمد نواز شریف کو بنایا جائے اور ان کو منتخب کرا کے لایا جائے تاکہ معاملات بہتر طریقے سے چل سکیں، موجودہ وزیر اعلیٰ چونکہ fit نہیں ہیں اور وہ معاملات کو بہتر طریقے سے نہیں چلا سکتے جس کا یہ بجٹ منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ بجٹ نااہل لوگوں نے بنایا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ اس طرح کی تجاویز دینے لگے تو پھر ادھر سے بھی تجاویز آئیں گی۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے تو ان کے لیڈر کو کہا ہے کہ وہ وزیر اعلیٰ بنیں۔

جناب سپیکر! بجٹ 10-2009 میں 175۔ارب روپے رکھے گئے لیکن وہ یہ خرچ نہیں کر سکے اور 134۔ارب روپے خرچ کئے گئے۔ ADP کا تقریباً 40۔ارب روپیہ پنجاب حکومت خرچ نہیں کر سکی۔ اس کے بعد 11-2010 میں 1936۔ارب روپے رکھے گئے اور اس میں بھی۔۔۔

جناب سپیکر: صرف1936۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): 19۔ارب 36لاکھ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انھوں نے correction کر دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ 19۔ارب 36لاکھ روپے نہیں ہے بلکہ 193.6 بلین روپے ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں وہی کہہ رہا ہوں۔ یہ غور سے سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! [*****************]

جناب سپیکر: No, no ان الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس میں سے 136۔ارب روپے خرچ کئے گئے اور اس میں سے بھی تقریباً 50۔ارب روپے صوبائی حکومت خرچ نہیں کر سکی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ figure غلط ہے۔ پورا میڈیا سن رہا ہے یہ اس ایوان کا کیا مذاق بنوا رہے ہیں؟ 136۔ارب روپے ADP میں سے خرچ نہیں کئے گئے۔ انھوں نے یہ figures کہاں سے لئے ہیں؟ پچھلے سال ADP کا 193.6 بلین روپے تھا جس میں سے 136 بلین روپے خرچ نہیں ہوئے بلکہ کم رقم خرچ ہوئی ہے۔ انھوں نے یہ figures کہاں سے لئے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ شرط لگا لیں 193۔ارب روپے رکھے گئے تھے اور 136۔ارب روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اگر یہ ثابت کر دیں کہ اس سے زیادہ خرچ ہوئے ہیں تو جو اس ہاؤس میں مجھے جرمانہ کریں گے میں دوں گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ اپنی بات کریں۔ ان باتوں کو چھوڑیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے کم خرچ ہوئے ہیں 193.6 بلین کا جو ADP تھا یہ فرما رہے ہیں کہ اس میں سے 136۔ارب روپے خرچ ہوئے ہیں تو 136۔ارب روپے خرچ نہیں ہوئے بلکہ کم خرچ ہوئے ہیں۔ یہ بتائیں کتنا figure ہے، یہ کیا تیاری کر کے آئے ہیں؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: راناصاحب!پلیز انھیں بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ غلط figures quote کر رہے ہیں۔ یہ معززایوان ہے اور لیڈر آف اپوزیشن ایک office کا نام ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کیا یہ فنانس منسٹر ہیں؟

جناب سپیکر: آپ rebuttal کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ puzzle کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ راناصاحب! آپ note کرتے جائیں جب آپ جواب دیں گے تو یہ بتادیجئے گا کہ یہ غلط ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ اس ایوان کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ آپ Custodian of the House ہیں۔ ADP جو تھا وہ 193.6 بلین روپے کا تھا اب وہ revise ہو کر 138 بلین روپے ہو گیا اور 30۔جون تک خرچ کی جو بات ہے تو ہمارا approximate estimate 105 بلین روپے ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ 136 بلین روپے خرچ ہو گئے ہیں۔ ان کو اتنا نہیں معلوم کہ خرچ کتنے بلین روپے ہوئے ہیں؟ یہ figures کو صحیح رکھیں اور صحیح figures quote کریں۔ اس کے بعد 193۔ارب روپے کی بجائے 138۔ارب روپے پر revise کیوں ہوا اور 105۔ ارب روپے خرچ کیوں ہوا اس کو ہم explain کریں گے لیکن یہ 105۔ارب روپے کو 136۔ارب روپے نہ بنائیں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: کائرہ صاحب کو بولنے دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کائرہ صاحب کو بات کرنے دیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: یہ تمام کارروائی illegal ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔ جی، کائرہ صاحب! آپ بات کریں۔

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order please.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو figures quote کی ہیں میں نے ان کو correct کیا ہے۔ اگر کائرہ صاحب figures correct کرتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ قائد حزب اختلاف کی تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

جناب تنویر اشرف کائرہ: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی روایت یہ ہے کہ جب قائد حزب اختلاف تقریر کرتے ہیں تو اس وقت interruption نہیں ہوتی۔ اگر کسی قسم کی کوئی correction ہے یا کسی بات کا جواب دینا ہے تو وہ فنانس منسٹر نے اپنی winding up speech میں دینا ہے لیکن اس سے پہلے کسی کو اختیار نہیں کہ وہ درمیان میں بات کرے، اگر کوئی error ہے یا کوئی غلط figure بولا گیا ہے تو فنانس منسٹر اسے correct کر دیں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں اُن کی بات ٹھیک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر misquote کیا جائے تو اُس کو correct کیا جائے گا اور ہم misquoting نہیں کرنے دیں گے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: وزیر خزانہ بولیں اور وہ جواب دیں لیکن رانا ثناء اللہ صاحب نہ بولیں۔

جناب سپیکر: تمام ممبران تشریف رکھیں اور اپوزیشن لیڈر کو بات کرنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دوران تقریر اپوزیشن لیڈر مشورہ نہیں کر سکتے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order please. No interruption please.

جی، راجہ صاحب! آپ بولیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہوا تھا جہاں پر لاء منسٹر صاحب موجود تھے لیکن یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ جو کام اِن سے متعلقہ نہیں ہے پھر بھی وہ ایک منصوبہ اور

سازش کے ذریعے میری تقریر کو خراب کر رہے ہیں۔لاء منسٹر کے پاس کوئی اختیار نہیں کہ وہ اُٹھ کر میری تقریر میں دخل اندازی کریں،اگر میں نے کوئی غلط بات کی ہے تو جب فنانس منسٹر اپنی تقریر کریں گے تو میری اصلاح کر دیں۔اس چیز کو میڈیا بھی دیکھ رہا ہے جسے میں repeat کر رہا ہوں کہ 193۔ارب روپے رکھے گئے جو revise کر کے 138۔ارب روپے کئے گئے ہیں لیکن 30۔جون کو پتا چلے گا کہ کتنے خرچ ہوتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!138۔ارب روپے رکھ دیئے گئے ہیں، یہ ریکارڈ لے کر آ جائیں۔اب اپوزیشن لیڈر اپنی بات کو ذرا دہرائیں،اگر انہوں نے یہ نہ کہے ہوں کہ 136۔ارب روپے رکھے ہیں تو میں resign دینے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!اب میرے خیال میں آپ کو ایک دوسرے کو interrupt نہیں کرنا چاہئے۔پلیز آپ تشریف رکھیں اور اُن کو بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!تقریباً پچھلے دو سالوں میں 50۔ارب روپے revise کئے گئے ہیں اور اس سال 220۔ارب روپے ADP کے لئے رکھے گئے ہیں۔ہمیں یہ ذرا بھی یقین نہیں کہ جس طرح پہلے یہ خرچ نہیں کر پائے اسی طرح یہ رقم بھی خرچ نہیں کر پائیں گے کیونکہ ان کے پاس ٹیم نہیں ہے،ان کے پاس محکموں کے وزیر نہیں ہیں،اِن کے ساتھ افسران کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور اِن میں اہلیت ہی نہیں ہے کہ صوبے کا پیسا صوبے کے غریب عوام پر خرچ کر سکیں۔ میں آج ایک سال پہلے یہ چیلنج سے کہہ رہا ہوں یہ مسلم لیگ جس کی قیادت میاں محمد شہباز شریف کر رہے ہیں یہ 220۔ارب روپے خرچ نہیں کر پائیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،آپ اپنی بات جاری رکھیں۔پلیز انہیں کوئی interrupt نہ کرے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!پچھلے سال یہاں پر ترقیاتی اخراجات کو کم کرنے کا نعرہ لگایا گیا اور اس سال بھی اس ہاؤس کے ساتھ ایک تماشا کیا گیا کہ C.M جو مغل بادشاہ ہیں انہوں نے کفایت شعاری کا نعرہ لگایا ہے لیکن میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 2009-10 میں 16۔کروڑ 53 لاکھ روپے رکھے گئے لیکن خرچ 29 کروڑ 25 لاکھ روپے ہوئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف معزز ایوان میں تشریف لائے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیر آیا شیر آیا" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر! بڑی اچھی اور خوشی کی بات ہے کہ ابھی وزیر اعلیٰ پنجاب کے سیکرٹریٹ کے اخراجات کی بات ہو رہی تھی اور وہ یہاں پر خود تشریف لے آئے ہیں جس پر ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ آج ہم انہیں ہار پہنانے کی کوئی کوشش نہیں کریں گے لیکن ہم اُن کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ میاں صاحب! آپ نے 2009-10 میں اپنے سیکرٹریٹ کے لئے 16 کروڑ 53 لاکھ روپے رکھے تھے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No interruption please. راجہ صاحب! آپ مجھے address کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اُن سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے مشیر سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب جب بھی بات کرتے ہیں تو ہم بڑے احترام سے اُن کی بات سنتے ہیں لیکن میں قائد ایوان سے یہ کہوں گا کہ اِن کے جو معزز ممبران ہیں اُن کو بتائیں کہ جب اپوزیشن لیڈر بات کر رہا ہو تو اُس کی بات کو غور سے سنا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، سب سن رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اِن میں سے بہت سارے ایسے بھی ہیں جو آج میاں صاحب کے لئے نعرے لگاتے ہیں اور وہ مشرف کے ساتھ اسی طرح ہی نعرے لگاتے تھے۔ میاں صاحب کے سیکرٹریٹ کا 16 کروڑ روپے سے خرچہ کم ہونا تھا لیکن وہ 29 کروڑ روپے پر چلا گیا۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اُن کو بول لینے دیں پھر آپ بعد میں بات کر لیجئے گا۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! میں انتہائی ادب سے لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ 16 نہیں بلکہ 26 کروڑ روپے تھا۔

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں تھوڑا سا یہ عرض کر دوں کہ میں نے 2009-10 کا پڑھا ہے جسے آپ ریکارڈ سے چیک کر لیں اور یہ 16۔ کروڑ 53 لاکھ روپے تھا۔ اس سال 2010-11 میں 26 کروڑ 64 لاکھ ہے لیکن آپ نے 32 کروڑ 46 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

جو بجٹ تقریر پڑھی گئی ہے اُس میں کہا گیا ہے کہ میاں صاحب کے سیکرٹریٹ کا خرچہ 20 فیصد کم کر دیا جائے گا لیکن جو پیسے رکھے گئے ہیں اسے غور سے سنیں وہ 26 کروڑ 64 لاکھ روپے ہیں۔ اسی طرح جو کہا گیا ہے کہ 25 فیصد کم ہوں گے وہ ہمیں کہیں پر کم ہوتے نظر نہیں آئے۔ 25 فیصد کمی کا اعلان کابینہ کی میٹنگ میں کیا گیا ہے لیکن یہ figure آپ خود دیکھیں کہ اس دفعہ 26 کروڑ روپے ہے اور پچھلی دفعہ 32 کروڑ روپیہ خرچ ہوا تھا اور اس دفعہ تقریباً 35/40 کروڑ روپے کے قریب چلا جائے گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ presumption پر بہت جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ کفایت شعاری دیکھیں کہ DGPR کے لئے دو کروڑ 19 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا لیکن خرچ 3 کروڑ 80 لاکھ روپیہ کیا گیا۔ ہم DGPR پر اعتراض اس لئے نہیں کرتے کہ حکومت کی کرپشن، ناکامیاں، رانا ثناء اللہ کے پلازے کی خبر، مسلم لیگ کی بے قاعدگیاں، زیادتیاں، دھاندلیاں اور لوٹ مار کو روکنے کے لئے اس بجٹ میں یہ اضافہ بھی کر دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ بنایا گیا ہے۔

معزز ممبران: یہ اپنی لفاظی تو درست کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اُن کو پڑھنے دیں۔ سب نے سُن لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے لئے 8 کروڑ 29 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں لیکن اس پر خرچ 46 کروڑ روپے کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کیا آپ آئی ٹی کا ذکر کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جی۔ جناب سپیکر! یہ 8 کروڑ روپے رکھ کر 46 کروڑ روپے خرچ کر دیئے گئے ہیں۔ اس میں ہمیں بتائیں کہ ڈویلپمنٹ اور بہتری کیا ہوئی ہے کیونکہ 8 کروڑ کی جگہ 46 کروڑ روپے خرچ کر دیئے گئے؟ اسی طرح ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے لئے 8 کروڑ 8 لاکھ روپے رکھے گئے لیکن صرف 82 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ اسی طرح 7 کروڑ 30 لاکھ روپے پبلک پراسیکیوشن برانچ کے لئے اور 3 کروڑ 97 لاکھ روپے۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پبلک ٹرانسپورٹ کہا ہے یا کچھ اور مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ (قہقہے)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پبلک پراسیکیوشن برانچ کہا ہے کہ اگر ایسے اہم ادارے جس کا انچارج رانا مقبول اشتہاری ہے، اگر محکمہ صحیح کام کر رہا ہو اور اس پر پیسے صحیح خرچ کر رہے

ہیں تو جو پولیس مقابلے کرانا پڑتے ہیں ان کی ضرورت نہ ہو اور لوگوں کو عدالتوں سے proper سزا ملے اور غیر قانونی پولیس مقابلے کرانے کی نوبت ہی نہ آئے۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر، فوڈ، اریگیشن، فاریسٹ اینڈ فشریز کے یہ پانچ محکمے وہ ہیں جو عوام کے بنیادی مسائل کو حل کرنے، عوام کی مشکلات دور کرنے اور ان کی بہتری کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان محکموں کے لئے 35۔ارب 98 کروڑ روپے رکھے گئے لیکن 30۔ارب 40 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ یہاں بھی حکومت کی نااہلی، ٹیم نہ ہونے، will نہ ہونے، آپس میں اعتماد کی فضا نہ ہونے اور آپس میں کوآرڈینیشن نہ ہونے کی وجہ سے جس طرح تمام محکموں میں رکھی گئی رقم خرچ نہ ہو سکی یہاں پر بھی 5۔ارب روپے خرچ نہ ہو سکے جس کی وجہ سے لوگوں کو سہولتیں نہ ملیں۔

جناب سپیکر! pro-poor subsidy کے لئے۔۔۔(قہقہے)

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ کیا آپ نے پڑھا ہے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ گندم کے لئے سبسڈی ہے۔

جناب سپیکر: کس کے لئے سبسڈی ہے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! pro-poor subsidy کے لئے 13۔ارب روپے رکھے گئے جس میں سے 11۔ارب 76 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ گندم کے لئے ایک۔ارب 25 کروڑ روپے استعمال نہیں کیا جا سکا۔ وہ کیوں نہیں کیا گیا، اس کا ذمہ دار کون ہے اور کیا وزیر خزانہ اپنی بجٹ تقریر wind up کرتے وقت اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گے کہ 13۔ارب روپے میں سے 11۔ارب 76 کروڑ روپے خرچ ہوئے تو باقی ایک ارب 24 کروڑ روپے فالتو کیوں ہوئے؟ اسی طرح پبلک ٹرانسپورٹ میں ایک ارب روپے رکھا گیا جس میں سے 42 کروڑ روپے خرچ کیا گیا۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم کے لئے 5۔ارب روپے رکھے گئے تھے لیکن اس کا پی میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ وہ رقم کہاں خرچ ہوئی؟ سستی روٹی سکیم پچھلے سال بند ہو گئی۔ ہمیں مہربانی کر کے صرف اتنا بتا دیں کہ وہ 5۔ارب روپے کہاں گئے کیونکہ اس کتاب میں اس کا کوئی جواب نہیں ہے اور آگے صرف ڈیش ڈیش لگا ہوا ہے تو وہ 5۔ارب روپے کس کو دیئے اور کسے نوازا گیا، کس کو لوٹے بنانے کے لئے خرچ کیا گیا اور کس لوٹا فاؤنڈری میں گیا؟ اس کی تفصیل ہمیں بتا دی جائے۔ اس دفعہ سستی روٹی سکیم کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا گیا اور یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ یہ ایک ناکام سکیم تھی۔ پچھلی دفعہ اس کے

لئے 5۔ارب روپے رکھے گئے لیکن اس کا جواب دینے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس دن وزیر خزانہ پتا نہیں کون ہو گا جس نے تقریر سمیٹنی ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ فکر نہ کریں اور تقریر پڑھتے جائیں۔اس کا جواب لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مائنز اینڈ منرل ڈیپارٹمنٹ میں ایک کروڑ 46 لاکھ۔۔۔

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ راجہ صاحب تلفظ صحیح پڑھ دیں کیونکہ میں notes لے رہا ہوں اور میں نے جواب دینا ہے کہ یہ کس محکمہ کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مائنز اینڈ منرل ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں کہ انہوں نے اپنے دفتر کے استعمال کے لئے ایک کروڑ 46 لاکھ روپے کا بجٹ رکھا تھا۔ان کے پاس اپنی بے شمار آمدن ہوتی ہے لیکن اس آمدن کا کہیں ذکر نہیں ہے جبکہ دفتر کی ایڈمنسٹریشن کے استعمال کے لئے رکھے گئے ایک کروڑ روپے کی بجائے 23 کروڑ روپے خرچ کر دیئے۔(شیم، شیم)
دفتر کی ایڈمنسٹریشن کے لئے 23 کروڑ روپے خرچ کر دیا گیا ہے جس کا کوئی جواب نہیں ہے اور آگے صرف اتنا لکھا گیا ہے کہ دفتر کی ایڈمنسٹریشن کے لئے خرچ کیا ہے۔اسی طرح ٹرانسپورٹ کے لئے ایک کروڑ روپے رکھا گیا اور وہاں پر بھی یہ کہا گیا ہے کہ جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے 13 کروڑ 67 لاکھ روپے خرچ کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ دوبارہ پڑھیں کس محکمہ کے لئے رکھا گیا تھا؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں۔اسی طرح ہاؤسنگ میں low cost Housing کے لئے 3۔ارب 50 کروڑ روپے کا Budget estimate رکھا گیا جسے revised کر کے 2۔ارب روپے کر دیا گیا ہے۔اب پتا نہیں اس کا کیا جنازہ نکلتا ہے۔میں یہ ساری چیزیں ریکارڈ سے کہہ رہا ہوں اور پچھلے سال کے بجٹ کی کہہ رہا ہوں۔اگر پڑھے گئے میرے اس

صفحے پر میاں صاحب انکوائری کرائیں تو انہیں اصل حقائق معلوم ہو جائیں گے کہ بیوروکریسی نے کس طرح سے ان کو کتابوں کے ہیر پھیر میں چکر دیا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کو بات کرنے دیں، ان کو کیوں interrupt کر رہے ہیں؟ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اسی طرح کیمونٹی ڈویلپمنٹ کے لئے 81 کروڑ 92 لاکھ روپے رکھے گئے اور 32 کروڑ 86 لاکھ روپے کا revised budget ہے۔ اس کا کیا بنتا ہے اور اس طرح کیوں ہوا؟ اس کا جواب بھی وہ دیں۔ آگے میرے بھائی کا محکمہ آ گیا۔ پنجاب لینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے اور جو خرچ ہوئے ہیں وہ 6 کروڑ 60 لاکھ روپے ہیں۔ پنجاب لوٹا ڈویلپمنٹ کمپنی اپنے مقاصد میں لوٹے بنانے کے علاوہ کچھ نہیں کر رہی ہے۔ انہوں نے 6 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں اور ان کے پاس 50 کروڑ روپے بقایا پڑے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ اس سے مزید لوٹے بنیں گے اور اس حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ اگر کوئی خطرہ ہوا بھی تو ہم جمہوریت کے لئے قربانیاں دینے والے اس گرتی ہوئی دیوار کو کندھا دیں گے۔

جناب سپیکر! میاں صاحب سخت جلال میں آ جاتے تھے جب بڑی گاڑیوں پر ٹیکس کی بات ہوتی تھی۔ پچھلے سال میاں صاحب کو جب یہ سمجھایا گیا کہ اس سے صوبے کو نقصان ہو رہا ہے، لوگ دوسرے صوبوں میں جا کر نمبر لگوا لیتے ہیں کیونکہ وہاں پر یہ ٹیکس نہیں ہے اُس وقت میاں صاحب کو یہ بات سمجھ آئی اور انہوں نے اسے ختم کر دیا۔ اب پھر اس بجٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ ان پر ٹیکس لگانے کا سوچا جا رہا ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ قائد ایوان ہاؤس میں موجود ہیں اور ہاؤس کی بھی خوش قسمتی ہے کہ وہ آج یہاں تشریف لائے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس پر کافی ہوم ورک ہوا تھا اور یہ فائنل ہو گیا تھا کہ اس سے صوبے کو نقصان ہوتا ہے اس لئے اگر اس کو نہ لگایا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! میں جس سکیم کا ذکر کرنے لگا ہوں اس کے بعد اللہ کرے کہ میاں صاحب یہاں بیٹھے رہیں۔ میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کی بات کرنے لگا ہوں اس کے لئے بجٹ میں کوئی پیسا نہیں رکھا گیا ہے۔ اس کے لئے کہاں سے پیسے آئیں گے،، بجٹ میں کہاں کہاں سے نکالنے ہیں اور کہاں کہاں سے دوسروں کے cut لگانے ہیں؟ اس پر جناب وزیر خزانہ اپنی تقریر میں خیالات کا اظہار کر دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینے کا حق رکھتا ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: نہیں، نہیں۔لوٹا،لوٹا،لوٹا۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! روزگار کے حوالے سے 4۔ارب 50 کروڑ روپے ییلو کیب سکیم کے لئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ خدا کا خوف کھائیں، پہلے یہ سکیم بُری طرح سے ناکام ہو چکی ہے۔ ظلم کی بات یہ ہے کہ کل پریس کانفرنس میں سردار صاحب نے کہا ہے کہ جو گریجویٹ ہیں ہم ان کو دیں گے، یہ پڑھے لکھے لوگوں کو دیں گے یعنی انہوں نے پڑھا لکھا کر ٹیکسی ڈرائیور بنانا ہے اور یہ logic ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ صرف مسلم لیگ (ن) کے ورکروں کو نوازنے کے لئے ہے کیونکہ الیکشن قریب آرہا ہے۔ الیکشن میں اندھیرا ہی اندھیرا نظر آرہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: راجہ صاحب کو بات کرنے دیں، آپ کے پاس ٹائم ہوگا، آپ ضرور بات کریں اور آپ ان کی بات کیوں نہیں سنتے؟ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ ییلو کیب جتنے مرضی مسلم لیگ (ن) کے ورکروں کو دے دیں لیکن یہ ماضی کے تجربے سے فائدہ اٹھائیں۔ اُس وقت مسلم لیگ (ن) کی طرف سے یہ بیانات آئے تھے کہ یہ پروگرام فیل ہو چکا ہے اس لئے یہ 4۔ارب 50 کروڑ روپے ضد میں ضائع نہ کریں کیونکہ یہ غریب عوام کا پیسا ہے۔ اگر اس ضد کو چھوڑ کر اس رقم کو تعلیم یا صحت کی طرف موڑ دیا جائے تو اس پر کوئی حرج نہ ہوگا۔ اس طرح زرعی گروپ کے لئے ساڑھے 12 سے 25 ایکڑ زمین الاٹمنٹ کے لئے رکھی گئی ہے۔ آپ 70 ہزار ایکڑ رقبہ لوگوں کو دے رہے ہیں، میرا صرف ایک سوال ہے کہ ان کو پانی کہاں سے دیں گے؟ وہاں پر پانی نہیں ہے۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: دیکھیں، wind up speech میں منسٹر صاحب جواب دیں گے، اب آپ کیا کرتے ہیں؟ ان کی بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پچھلے 11 سال سے نئے موگے بنانے پر پابندی ہے اور اب بھی پابندی چل رہی ہے۔ ان لوگوں کو زمین دینے کا فائدہ اُس وقت ہوگا جب ان کے پاس پانی ہوگا اور وہاں پر پانی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر اس منصوبے کو مکمل کرنا ہے تو یہ شرط رکھی جائے کہ ان لوگوں کو پانی بھی دیا جائے گا۔ اسی طرح سے بغیر سود کے قرضوں کا کیا میرٹ ہوگا، کون اس کا حق دار

ہو گا اور کون اس کو recommend کرے گا؟ کچھ لوگ ہیں جن کے چہروں پر خوشی ہے امید ہے کہ یہ ان تک پہنچ جائیں گے۔

جناب سپیکر! سب سے دلچسپ کام جو ضد میں کیا جا رہا ہے اس پر میں ضرور روشنی ڈالنا چاہوں گا اور وہ ہے دانش سکول۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "دانش سکول زندہ باد" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: دیکھیں، ان کی بات تو سنیں، کیا ہو گیا ہے؟ ان کو بات کرنے دیں، آپ کے پاس ٹائم ہو گا، آپ wind up speech میں اپنی بات کر لینا۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چھ سکول 3۔ارب روپے سے بنے ہیں اور مزید آٹھ سکول بنائے جانے ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک امیر آدمی ہے اس کے پاس یہ choice ہے کہ وہ اپنے بچے کو چاہے ایچی سن میں پڑھائے یا گرائمر سکول میں پڑھائے لیکن غریبوں کے بچے، جو لوگ afford نہیں کر سکتے ان کے بچوں کو حکومت نے پڑھانا ہے اس لئے اس میں میرٹ ہونا چاہئے۔ غریب کے بچے میں تمیز کرنے کا حق کسی حکومت کو نہیں ہے کہ ایک غریب کا بچہ تو دانش سکول میں پڑھے۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: دانش سکول، دانش سکول، دانش سکول۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): دیکھیں، میری بات سنیں! اگر آپ نے اس طرح کرنا ہے تو پھر ہمیں بھی یہ سب کچھ کرنا آتا ہے۔ اس طرح پھر آپ کی طرف سے کوئی آدمی نہیں بول سکے گا۔ آپ جو حرکت کر رہے ہیں مجھے پتا ہے کہ آپ کس کے اشارے پر کر رہے ہیں۔ آپ اخلاق کے اندر رہیں۔ ہم یہاں پر اپوزیشن کا مثبت کردار ادا کر رہے ہیں اور آپ کو اچھی تجاویز دے رہے ہیں۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اگر آپ نے یہی کچھ کرنا ہے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ آپ کو یہ چیف منسٹری ہم نے دی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ آپ کا فرض بنتا ہے کہ ان کو روکیں۔ وہ مسلسل hooting کر رہے ہیں، آپ ان کو روک رہے ہیں اور نہ ہی ان کی قیادت ان کو روک رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): ان میں یہ جرأت کیسے پیدا ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: ایسی بات کسی نے نہیں کرنی، آپ ان کی بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): اس طرح میں تقریر نہیں کروں گا اگر یہ سچ نہیں سن سکتے۔

MR SPEAKER: Order please order.

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر یہ مسلم لیگ (ن) کی قیادت اور میاں محمد شہباز شریف کے اتنے وفادار ہیں تو پھر گیلریوں اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر جو باتیں کرتے ہیں تو وہ کیوں کرتے ہیں؟ میری زبان نہ کھلوائیں، اللہ کا فضل ہے اور میں فخر کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہم نے آج تک کبھی بھی اپنی قیادت کے خلاف ایک لفظ تک نہیں کہا۔ ہم اس کا سوچ بھی نہیں سکتے اور تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: جی، اچھی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم جو کچھ ان سے سنتے ہیں اور آج جو یہ حرکت کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم ان کے دوغلے چہرے سامنے نظر آ رہے ہیں۔ چاہے کوئی وزیر اعلیٰ یا وزیر تعلیم ہو کسی کے پاس۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، ان کی بات خاموشی کے ساتھ سنیں اور ان کو بولنے اور بات کرنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس چیز کا اعتراف کرتا ہوں کہ میرا پنجاب سے تعلق ہے، میں اپنے گھر میں پنجابی بولتا ہوں اور میں فیصل آباد کے معمولی سکول کا پڑھا ہوا ہوں۔ میں پنجابی بولنے، پڑھنے اور پنجابی ہونے پر فخر کرتا ہوں اور اگر یہ بہت زیادہ بڑے ایچی سن یا دانش سکولوں کے پڑھے ہوئے ہیں تو ان کو اپنی پڑھائی مبارک ہو اور مجھے اپنی پنجابی پر فخر ہے اور انہوں نے جو تنقید کرنی ہے کرتے رہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ دانش سکول پر کیوں اعتراض کرتے ہیں؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہ 100 فیصد جائز مطالبہ ہے کہ دانش سکول اس وقت بننے چاہئیں تھے۔ کسی وزیر اعلیٰ اور وزیر کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ دو بچوں میں سے ایک بچے کو اٹھائے کہ تم دانش سکول میں پڑھو اور دوسرے کو کہے کہ تم جس سکول کی چھت نہیں ہے اور درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھو۔ ہاں اگر پنجاب حکومت اور میاں محمد شہباز شریف صاحب ان 63 ہزار سکولوں میں بنیادی سہولیات فراہم کر دیتے تو

اس کے بعد دانش سکول چھ کی بجائے ساٹھ بناتے تو ہم ان کے کندھے سے کندھا ملا کر چلتے۔ اگر میں یہ تعداد پڑھوں کہ کتنے سکولوں کی چھتیں نہیں ہیں، کتنے سکولوں میں بچے درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھتے ہیں، سائنس لیب کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے، کمپیوٹر لیب کے لئے 55کروڑ، سکولوں کی upgradation کے لئے صرف ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے جو کہ ایک سکول کی upgradation کے لئے 90لاکھ روپیہ لگتا ہے تو اس سال صوبہ میں صرف 100 سکول upgrade ہو سکیں گے۔ تمام سکولوں کی repair کے لئے 54کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ ہم 100فیصد بچوں کو داخلہ بھی دیں گے جو کہ یہ بڑی اچھی بات ہے اور یہ بھی کوشش کریں گے کہ 100فیصد بچے سکول میں رہیں اور سکول چھوڑ کر نہ جائیں لیکن اس کے لئے انہوں نے کوئی پروگرام نہیں دیا کہ بچے کس طرح سکول چھوڑ کر نہیں جائیں گے اور کیا ان کے والدین کی کوئی امداد کی جائے گی؟ اس قسم کا کوئی پلان اس بجٹ میں نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے لئے پچھلے سال 23۔ارب 30کروڑ روپے رکھے گئے تھے اور budget revise کر کے 13۔ارب 82کروڑ کر دیا گیا یعنی 10۔ارب روپیہ یہاں سے cut لگایا گیا ہے اور آگے خرچ کیا ہوتا ہے اس بارے کچھ معلوم نہیں، یہاں پر ایجوکیشن میں cut کا تو تصور بھی نہیں ہونا چاہئے لیکن یہ کر دیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس sense میں کیا گیا ہے؟ اب میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ دانش سکول میں ایک بچے پر -/16000روپے ماہانہ خرچ آئے گا اور جو بچہ عام سکول میں پڑھ رہا ہے تو اس کا خرچہ -/2000روپیہ ماہانہ ہو گا۔ اب جب وزیر خزانہ صاحب تقریر کریں تو غریبوں کے بچوں کے درمیان جو امتیاز شروع کیا گیا ہے اس کا جواب وہ ضرور دیں کہ یہ غریبوں کے بچوں کے درمیان کیوں امتیاز کیا جا رہا ہے؟ ایک غریب کا بچہ -/16000 روپے میں پڑھ رہا ہے اور ایک غریب کا بچہ -/2000روپے ماہانا خرچ میں پڑھ رہا ہے تو جو 2ہزار روپے میں پڑھ رہا ہے اس کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر! اسی طرح Health Department میں 14۔ارب 50کروڑ روپے رکھے گئے اور revised budget جو ہے وہ 8۔ارب 19کروڑ روپے کا ہے۔ محکمہ صحت میں یہ انتہائی دلچسپ بات ہے کہ پچھلے سال 14۔ارب 50کروڑ روپے تھے تو اس دفعہ 14۔ارب 80کروڑ روپے رکھے گئے تو 30کروڑ بڑھائے گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ صوبے میں ہیلتھ بالکل ٹھیک ہو گئی ہے، مفت دوائیاں مل رہی ہیں، جنرل ہسپتال سے بھی مفت مل رہی ہیں، کچے کھوہ سے بھی مل رہی ہیں اور کوئی

آدمی ہسپتالوں میں نہیں مر رہا۔ وہاں پر مزید فنڈز کی ضرورت نہیں تھی اس لئے صرف 30 کروڑ روپیہ بڑھایا گیا ہے۔ آٹھ کروڑ صوبے کے عوام پر 14۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے اس کی ratio نکالیں کہ فی کس کیا نکلتی ہے؟ وزیر خزانہ صاحب جب اس کی ratio نکالیں گے تو میرے خیال میں آپ کو کافی پریشانی ہو گی۔

جناب سپیکر! جس دن بجٹ پیش ہو رہا تھا تو خواتین بڑے زور سے desk بجا رہی تھیں۔ میں بتاتا ہوں کہ یہ خواتین کی آبادی والا پاکستان ہے اور خواتین کی ڈویلپمنٹ کا بجٹ 11-2010 میں 15۔ارب روپے تھا لیکن وزیر اعلیٰ صاحب جو خواتین کی ڈویلپمنٹ پر بہت یقین رکھتے ہیں 12-2011 میں 2۔ارب روپے کم کر کے 13۔ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ایک خطیر رقم کو بڑھانا چاہئے تھا، خواتین کی بہتری کے لئے منصوبہ جات آنے چاہئیں تھے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف ہم پورے پاکستان میں خواتین کو ان کے گھروں میں جا کر مفت پیسے دے رہے ہیں اور دوسری طرف صوبے میں 15۔ارب سے 13۔ارب روپے کر دیئے گئے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کی خواتین کے ساتھ سخت زیادتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر مسلم لیگ (ن) کی خواتین اپنی بجٹ تقریر میں ضرور اظہار خیال کریں گی۔

محترمہ دیبا مرزا: خواتین کے لئے چار یونیورسٹیاں قائم کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پولیس کے لئے 52۔ارب 11 کروڑ روپے رکھے گئے، پیسا ہر سال بڑھتا جا رہا ہے مگر کرپشن ختم ہوئی ہے نہ تھانہ کلچر میں کوئی تبدیلی آئی ہے۔ جب وزیر اعلیٰ صاحب آئے تھے تو بڑے دعوے کئے گئے تھے کہ ہم تھانہ کلچر کو تبدیل کریں گے، ہم لوگوں کو پولیس کی کرپشن سے بچائیں گے، ہم لوگوں کو انصاف لے کر دیں گے، ہم پولیس کو effective بنائیں گے، جرائم کی شرح میں کمی کریں گے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ کسی issue میں بھی کامیابی نہیں ہوئی۔ تھانہ کلچر بہتر ہوا، کرپشن میں کمی آئی اور نہ ہی لاء اینڈ آرڈر کی situation ٹھیک ہوئی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں بھی بہتری کے لئے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! محکمہ آبپاشی کے لئے 11-2010 میں 11۔ارب روپے رکھے گئے تھے۔ اب 11۔ارب 25 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، صرف 25 کروڑ روپے بڑھائے گئے ہیں۔ سیلاب سے ہونے والی تباہی کو روکنے کے لئے اضافی رقم کیوں نہیں رکھی گئی، اس کے نقصانات سے بچاؤ کے لئے کیا

اقدامات کئے گئے ہیں؟اس سال سیلاب سے بچنے کے لئے خطیر رقم کی ضرورت تھی تاکہ وہ رقم ان جگہوں پر جہاں پر بند کمزور ہو گئے تھے لگائی جائے اور جہاں پر لوگوں کے گھر ڈوب گئے تھے وہاں پر یہ رقم رکھی جانی چاہئے تھی اور مضبوط اقدامات کئے جانے چاہئیں تھے۔

جناب سپیکر!انفراسٹرکچر کے لئے 11-2010 میں 59۔ارب روپے رکھے گئے تھے اور 12-2011 میں بھی 59۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔پورے صوبہ کی سڑکوں، گلیوں، نالیوں، پلوں کے لئے پچھلے سال بھی 59۔ارب روپے رکھے گئے تھے اور اب بھی اتنے ہی رکھے گئے ہیں،اس میں خطیر رقم کا اضافہ ہونا چاہئے تھا جو کہ نہیں ہوا۔اس میں سے کافی پیسا رنگ روڈ پر لگایا گیا اور اب مزید پیسے رنگ روڈ کی نذر ہو جائیں گے اور لوگ روتے رہیں گے۔

جناب سپیکر!دوستوں نے کہا کہ جنوبی پنجاب کی 32 فیصد آبادی کے حساب سے 70۔ارب روپے دیئے جائیں گے حالانکہ یہ 32 فیصد کے حساب سے نہیں،40 فیصد کے حساب سے دینے چاہئیں تھے۔یہ جنوبی پنجاب کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے اور 70۔ارب روپے میں سے صرف 10۔ارب روپے release کرنے کا پروگرام ہے۔اسی طرح بہاولپور، بہاولنگر، لودھراں، مظفر گڑھ، راجن پور میں دو منصوبوں پر 11۔ارب 66 کروڑ روپے دینے کا اعلان کیا ہے مگر صرف 2۔ارب روپے release کرنے کا ارادہ ہے۔اسی طرح راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے tribal areas کے لئے 3۔ارب 38 کروڑ روپے رکھے ہیں مگر صرف 15 کروڑ روپے release کرنے کا ارادہ ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ تخت لاہور نے یہ فیصلہ کر لیا ہوا ہے کہ سرائیکی صوبہ کو اتنا پسماندہ کر دیں کہ وہ کوئی آواز نہ اُٹھا سکے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے صوبے کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں۔وہ صوبے کا مطالبہ کریں گے تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے۔ہم اپنے منشور میں سرائیکی صوبہ لے کر آئے ہیں اور سرائیکی صوبہ بن کر رہے گا اور جب سرائیکی صوبہ بنے گا تو پھر تختِ لاہور والوں کو عقل آ جائے گی۔بہت شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "بن کر رہے گا سرائیکی صوبہ"، "سرائیکی صوبہ زندہ باد" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "پنجاب حکومت زندہ باد، پاکستان زندہ باد" کی نعرہ بازی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!میں قائد حزب اختلاف کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا لیکن میں ان کی کسی بات کا جواب اس لئے نہیں دوں گا کیونکہ

میں سمجھتا ہوں کہ بُرا ہوا اُس کا جس نے قائد حزب اختلاف کو یہ تقریر تیار کرائی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بات بھی سرے سے ٹھیک نہیں کی گئی۔راجہ صاحب میں آپ کو سپیکر صاحب کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ جس آدمی نے ان کو یہ تیاری کرائی ہے اس کو آپ جا کر جوتے ماریں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: آپ کیا بات کر رہے ہیں؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ راجہ ریاض صاحب کی تقریر کا جواب کیسے دے رہے ہیں ان کی authority نہیں ہے، وزیر خزانہ ان کی تقریر کا جواب دے سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اس معزز ایوان کو یہ نہیں پتا تھا کہ قائد حزب اختلاف کی تقریر facts and figures کے اتنے برعکس ہو گی۔(شور و غل)

جناب سپیکر: جب آپ facts and figures بتائیں گے تو وہ خود face کریں گے۔اگر آپ کے پاس correct facts and figures ہیں تو آپ وہ بتادیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان،
میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل، چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا،
چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ) اور دیگر ممبران احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ان کو چپ کرائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔آپ کی باری نہیں ہے۔جی، ڈاکٹر اسد معظم صاحب!

ڈاکٹر اسد معظم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے اس تقریر پر جس کو میرے colleague جناب کامران مائیکل صاحب نے پیش کیا مجھے لب کشائی کا موقع دیا ہے۔میرے یہ دوست جن کو hastily ترقی دے کر وزیر خزانہ کے عہدے پر بٹھایا گیا ان کی تقریر highly verbose and low performance کی مظہر تھی۔Low performance اور الفاظ کے استعمال کو جب میں verbosity کہہ رہا ہوں تو اس کا مطلب آپ پر واضح ہو جائے گا جب آپ پچھلے سال کے بجٹ اور آج تک کی موجودہ حکومت کی financial management کو باریک بینی سے study کریں گے۔پنجاب کا بجٹ 2011 جو کہ جمعۃ المبارک کو پیش کیا گیا یہ causer slush تھا اور کوئی اندھا بھی جانتا ہے کہ اس بجٹ کو پنجاب حکومت نے آج سے دو برس پہلے جب وہ at the verge of

bankruptcy کھڑی تھی تو سٹیٹ بنک نے 51۔ارب روپے کے overdraft کو soft loans میں convert کر دیا۔

جناب سپیکر! آپ جانتے ہوں گے اور اس ہاؤس کے اکثر معزز ممبران بھی جانتے ہوں گے کہ حکومت پنجاب سٹیٹ بنک آف پاکستان کے ساتھ کچھ accounts بھی maintain کرتی ہے۔ان accounts میں حکومت accounts-I کو اپنے فوری اخراجات کے لئے استعمال کرتی ہے اس میں خاص طور پر تمام محکمہ جات جو پنجاب حکومت کے under fall کرتے ہیں ان کی تنخواہیں ہوتی ہیں۔ اگر آپ accounts-I کا ریکارڈ اٹھالیں تو آپ سب کو اور ہمیں دیکھ کر یہ پشیمانی ہوگی کہ پچھلے تین سالوں میں بارہا ایسے مواقع آئے کہ پہلی تاریخ کو جو تنخواہیں release ہونی تھیں وہ دینے کے لئے بھی حکومت کے پاس پیسے نہیں تھے۔(شیم، شیم)

اس کے لئے سٹیٹ بنک آف پاکستان سے overdraft لئے گئے۔آپ کو پتا ہے کہ سٹیٹ بنک نے جو overdraft دیا وہ KIBOR rate سے 2 فیصد زیادہ تھا۔ میرے معزز وزیر خزانہ صاحب جنہیں بنے ہوئے ابھی دو دن ہوئے ہیں شاید انہیں یہ بھی پتا نہ ہو کہ KIBOR rate کیا ہوتا ہے ؟ میں explain کر دیتا ہوں کہ KIBOR rate وہ شرح سود ہے جو سٹیٹ بنک آف پاکستان کسی بھی قرضے کو دیتے وقت عائد کرنا لازمی سمجھتا ہے اور یہ چھوٹے financial institutions پر apply کرتا ہے۔ اگر کوئی چھوٹی کمپنی کسی بنک سے پیسے ادھار لیتی ہے تو شرح سود جو کہ اس وقت 14 فیصد تھی وہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کی ہدایت کے مطابق ادا کرنا پڑتی ہے مگر جب کوئی حکومت قرضہ لیتی ہے تو وہ قرضہ 14 فیصد پر کبھی نہیں ہوا۔ فیڈرل گورنمنٹ نے IMF سے جو قرضہ لیا ہے اس کی شرح سود صرف ڈیڑھ فیصد ہے۔آپ بتائیں کہ کیا یہ حکومت کی نالائقی نہیں کہ چودہ چودہ فیصد پر قرضے لے رہی ہے،اس کا بوجھ کون اٹھاتا ہے،اس کا بوجھ پنجاب کی عوام اٹھاتی ہے اور اس کو استعمال کہاں کیا جاتا ہے؟ Special task forces کو مراعات دینے میں استعمال کیا جاتا ہے۔آپ مجھے بتائیے کہ کیا میں غلط کہتا ہوں؟ اگر میں یہ کہوں کہ صوبہ پنجاب میں 30 سے زیادہ task forces کام کر رہی تھیں۔آپ بتائیں جب وزراء موجود تھے تو ان سے اتنی بے اعتنائی کیوں برتی گئی،ان وزراء سے اتنی بے رخی کیوں برتی گئی؟ ان کے محکموں پر بھی task forces لگا دی گئیں۔آپ سب اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ کابینہ کا اجلاس تین تین مہینے تک نہیں ہوا آخر کیوں؟ یہ task forces اس بات کا مظہر تھیں کہ اس صوبے میں ہمارے محترم وزیر اعلیٰ one man show چاہتے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی elected

memberآ گے آئے اور وہ آ گے آ کر اپنے معاملات خود دیکھ سکے۔ وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ چند blue-eyed bureaucratsاور چند non elected رفقاء کو نوازا جا سکے۔ میں یہاں پر آپ سے یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارا صوبہ بلکہ پورا ملک جس میں اس وقت پوری قوم دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑ رہی ہے ان حالات میں ہمیں انتہائی prudent financial management کی ضرورت ہے جس کی صوبے میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے اور میں دوبارہ کہوں گا کہ طاقت کا ایک جگہ ناجائز اجتماع ہے۔ اس صوبے کے حکمران یہ چاہتے ہیں کہ ہر چیز ان کے قلم سے ہو کر گزرے، ہر چیز ان کے ہاتھ سے ہو کر گزرے۔ میں آپ کو اس بجٹ کی مثال دینا چاہوں گا جس میں سوشل سیکٹر کو انتہائی کنجوسی سے خرچ کیا گیا ہے اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ پاکستان پیپلز پارٹی جب سے موجودہ حکومت سے علیحدہ ہوئی ہے وزارت خزانہ کا قلم دان خالی پڑا تھا۔ بجٹ چند بیوروکریٹس نے اور چند ذاتی ملازمین نے تیار کیا۔ آپ پچھلے سال کے ADP کے استعمال کو ہی لے لیجئے۔ 193 بلین کا سالانہ ترقیاتی پروگرام جس کو بعد میں 128 بلین کر دیا گیا، flood relief activities کا الزام دے کر اسے کم کر دیا گیا۔ اس کے بعد ADP میں سے صرف 105۔ ارب روپے خرچ ہوئے۔ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر آپ پنجاب حکومت کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں تو اپریل 2011 تک صرف 50۔ ارب روپے ADP میں سے خرچ ہوئے تھے۔ آپ مجھے بتائیں کہ مئی اور جون میں کہاں خرچ کریں گے جبکہ اب یہ جون کا مہینہ چل رہا ہے، ایک مہینے میں باقی 55۔ ارب روپے کس طرح سے خرچ کیا جا سکتا ہے؟ آپ اس کی کوئی صورت مجھے بتا دیجئے، جب 11 مہینوں میں صرف 50۔ ارب روپے خرچ کئے جا سکے۔ ایک مہینے میں 55۔ ارب روپے اگر خرچ ہوئے ہیں تو ظاہر ہے پھر کہیں نہ کہیں leakage ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اخراجات کرنے کے لئے جو hastily schemes دی گئی ہوں گی، جو hastily decisions لئے گئے ہوں گے ان کی وجہ سے کیا ڈویلپمنٹ کے کام up to the mark ہو سکتے ہیں؟ نہیں، بالکل نہیں۔ آپ 12-2011 کے بجٹ کو دیکھ لیں کہ 655۔ ارب کا بجٹ present کیا گیا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ نے 655۔ ارب کے بجٹ کو جب present کیا تو اس میں سے 531۔ ارب روپے آپ کو فیڈرل گورنمنٹ دے رہی ہے، federal reserve سے آ رہا ہے۔ 86۔ ارب روپے آپ اپنی taxation سے اکٹھے کر رہے ہیں اور 22۔ ارب روپے indirect taxes سے آ رہے ہیں۔ اس طرح سے آپ 655۔ ارب روپے کا بجٹ بنا رہے ہیں۔ 80 فیصد روپے کی ترسیل وفاقی حکومت سے آ رہی ہے۔ میرا وزیر خزانہ سے

سوال ہے کہ یہ بتائیں کہ اگر 80 فیصد پیسے کی ترسیل بجٹ کے لئے وفاقی حکومت کی طرف سے آ رہی ہے تو پھر آپ کا کام تو صرف پوسٹ ماسٹر والا رہ گیا ہے۔ وہاں سے پیسے آئیں اور یہاں پر آپ خرچ کریں۔ وہاں سے پیسے آئیں اور آپ اسے سستی روٹی پر خرچ کر دیں۔ وہاں سے پیسے آئیں اور آپ اسے سستے آٹے پر خرچ کر دیں۔ وہاں سے پیسے آئیں اور آپ اسے رمضان بازاروں میں درجنوں لوگوں کے پیروں تلے کچل ڈالیں۔ وہاں سے پیسے آئیں اور آپ اسے جاتی عمرہ کو جاتی سڑک پر 21۔ارب روپے خرچ کر دیں۔ آپ کا کردار مجھے پوسٹ ماسٹر سے زیادہ نظر نہیں آتا۔ میرے جو دوست آج اس House میں موجود ہیں وہ اس بات سے agree کریں گے کہ اس حکومت کی تمام financial management قیاس کا شکار ہے۔ میں اس بجٹ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی بات کروں گا۔ اس سال اس مد میں 220۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے، بڑا احسن قدم ہے مگر اس میں سے 53۔ارب روپے law and order کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں۔ مجھے اس صوبے میں کہیں law نظر نہیں آتا، مجھے اس صوبے میں کہیں order بھی نظر نہیں آتا۔ آپ دیکھ لیجئے کہ میرے شہر فیصل آباد میں پولیس مقابلے میں تین لوگوں کو قتل کر دیا گیا اور جب اس کی جوڈیشل انکوائری ہوئی تو پتا چلا کہ اس میں چار پولیس والے directly involved ہیں جنہوں نے ان لڑکوں کو گھروں سے اٹھایا اور کہیں لے جا کر پولیس مقابلے میں پار کر دیا۔ یہ جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ ہے۔ آپ اس صوبے کو 100۔ارب روپے بھی law and order کے نام پر دے دیں تو پھر بھی آپ کو order کہیں بھی نظر نہیں آئے گا۔ اگر ہمیں صوبے میں نظر آتا ہے تو وہ law and order نہیں Law Minister نظر آتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر اسد معظم!

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! اب میں law and order سے Health کی طرف آتا ہوں۔ 23.3 بلین روپے اس بجٹ میں محکمہ ہیلتھ کے لئے رکھے گئے ہیں یعنی فی شہری -/26 روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں، آپ وکیل بھی ہیں---

میاں نصیر احمد: جناب! یہ غلط figures quote کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا اپنا نقطہ نظر ہے، انہیں بات کرنے دیں۔Let him talk.

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! -/260 روپے per head ہے اور 23.3۔ارب روپے میں سے بھی ہم جو کرنے جا رہے ہیں وہ موبائل ہسپتال ہیں۔ موبائل ہسپتال یعنی ایسا ہسپتال جس پر ہم کئی ملین ایک ہی ہسپتال پر خرچ کر دیں گے، ایسا ہسپتال جس کا ٹائر پنکچر ہو گیا تو سمجھو سارا کچھ پنکچر۔ دنیا میں کہیں بھی مثال موجود نہیں کہ موبائل ہسپتال کا پراجیکٹ لگایا گیا ہو اور وہ کامیابی سے چلا ہو۔ مسئلہ صرف ایک خبر بنانا اور ایک فیتا کاٹنا ہے، دوسرا مقصد جو وزیراعلیٰ صاحب نے خود بھی کئی دفعہ کہا کہ کمیشن مافیا۔ میں اس پر بات کرتے ہوئے سستی روٹی اور سستے آٹے کے پروگرام پر آپ کی توجہ چاہوں گا کہ میں نے اپنے حلقے میں 22 ایسے تنور بند کرائے جن کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ مجھے بتایا جائے کہ وہ پیسا کہاں گیا، کیا اس پر کوئی انکوائری conduct ہوئی؟ جب میں حلف پر بات کر رہا ہوں تو میں چلڈرن ہسپتال کی بھی بات کروں گا جہاں MRI مشین خریدی گئی جو کہ اپنی قیمت سے بھی تین گنا زیادہ قیمت پر خریدی گئی تھی اس کی انکوائری کہاں گئی، کیا وہ انکوائری اس House میں table کی گئی؟ نہیں کی گئی۔ یہ ہسپتال صرف کمیشن کھانے کا ایک ذریعہ ہیں، یہ ہسپتال صرف فیتا کاٹنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہیلتھ کو 23۔ارب روپے دیئے گئے جہاں ایک سروے کے مطابق ہر چوتھا شخص کسی نہ کسی infectious disease کا شکار ہے، اس صوبے میں آٹھ سے دس کروڑ عوام کی ہیلتھ کے لئے 23۔ارب روپیہ دیا جاتا ہے لیکن ایک سڑک پر 21۔ارب روپیہ لگا دیا جاتا ہے یہ کہاں کا انصاف ہے؟ آپ کہتے ہیں خادم اعلیٰ۔ ہم اس نعرے کو نہیں مانتے، ہم اس نعرے کو نہیں مانتے اور ہم یہ بات بار بار کہیں گے کہ یہ خدمت نہیں بلکہ یہ حکمرانی ہے اور طرز حکمرانی بھی وہ جو کہ انگریز چھوڑ کر گیا تھا۔

جناب سپیکر! میں یہاں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ گجرات میں جو کارڈیالوجی ہسپتال بن رہا تھا اس پر اربوں روپیہ لگا دیا گیا لیکن آج اس ADP میں اس کے لئے کیا رکھا گیا ہے، کیا اس بارے میں explain کریں گے، صرف اس لئے کہ وہاں چند سیاسی مخالفین رہتے ہیں؟ صرف اس لئے کہ وہاں وہ لوگ رہتے ہیں جو آپ کے سامنے کھڑے ہو کر بات کرنے کی جرأت رکھتے ہیں۔ وہاں کی لاکھوں عوام کا کیا قصور ہے؟ آپ مجھے یہ بتائیے کہ وہاں پر جو ہزاروں لاکھوں پنجابی، پاکستانی بستے ہیں ان کا کیا قصور ہے کہ ان کو کوئی سہولت provide نہ کی جائے اور صرف سیاسی مخالفت کو سامنے رکھتے ہوئے اس ہسپتال کو بند کروا دیا گیا۔ میں جب سرخ فیتے کی بات کرتا ہوں تو میرے دوست بھی دانش سکولوں کو جانتے ہیں کہ جب پہلے دانش سکول کا افتتاح کیا گیا تو اس میں امریکن قونصلیٹ کو بھی invite کیا گیا کس لئے؟ میرا

آپ سے اور اس ایوان سے سوال ہے کہ آپ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ان کی aid نامنظور اور دوسری طرف آپ ان کی خوشنودی کے لئے ان کے قونصلیٹ کو وی آئی پی پروٹوکول دے کر guest of honour بنا کر اپنے functions میں بلاتے ہیں۔ جو پہلا دانش سکول کھولا گیا اگر آپ اس کے اعداد و شمار پڑھیں تو پہلے phase میں صرف اور صرف 250 طلباء کو admission ملا اور اس پر تقریباً 20 کروڑ روپے لاگت آئی یعنی 16000/- روپیہ فی طالب علم خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ دانش سکول کا ایک aspect ہے۔ اب آپ اس کا دوسرا aspect دیکھئے کہ آج بھی پنجاب میں ہزاروں ایسے سکول ہیں جنہیں چھت میسر نہیں ہے۔ آج بھی میرے حلقے میں ایسے سکول موجود ہیں جن میں بچیوں کے سکولوں میں ٹائلٹ کی سہولت میسر نہیں ہے۔ صرف فیصل آباد ڈویژن میں پانچ ہزار ایسے سکول موجود ہیں جن میں چھت اور پانی کی سہولت میسر نہیں ہے اس سے آپ پورے پنجاب کا اندازہ کر لیجئے۔ پھر ایسے صوبے میں جہاں ہر شہری کو بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں وہاں وی آئی پیز سکولوں کی کیا ضرورت تھی، یہ خیال کیسے آ گیا، یہ خیال کہاں سے پیدا ہوا؟ اس کے پیچھے صرف سرخ فیتے کو کاٹنے اور اخباری خبر بنانے کی ہی بات کارفرما تھی۔

جناب سپیکر! میرا آپ سے سوال ہے کہ کیا اب تک دانش سکولوں کی advertisement پر ایک کروڑ روپیہ اخباروں کو نہیں دیا جا چکا، وزیر خزانہ مجھے اس بات کا جواب دیں کہ کیا ایسا نہیں ہوا اور اس پر تصویریں کس کی لگیں؟ سب جانتے ہیں، اس میں کس کو highlight کیا گیا سب جانتے ہیں۔ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ سراسر دھوکا اور زیادتی ہے کہ چند سو بچوں کو نکال کر مریخ کا شہری بنا دیں اور باقی سب کو پینے کا پانی بھی مہیا نہ کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس بجٹ میں پنجاب بھر میں تعلیم کے لئے 34-ارب روپیہ رکھا گیا، پنجاب ایک ایسا صوبہ ہے جس میں 70 فیصد نوجوانوں کی عمر 21 سال سے کم ہے، پنجاب ایک ایسا صوبہ ہے جس میں تعلیمی اداروں کا شدید فقدان ہے اور جیسے میں نے بتایا کہ فیصل آباد ڈویژن میں پانچ ہزار سکول چھتوں اور پانی کے بغیر ہیں۔ اس صوبے میں صرف 34-ارب روپیہ تعلیم کے لئے رکھا گیا اور ساتھ ہی ایک اور visionary بات کی گئی repeat اکہ visionary بات کی گئی اور وہ visionary بات یہ ہے کہ hundred percent education for all children سو فیصد تعلیم تمام بچوں کے لئے، 34-ارب روپے سے تقریباً چھ کروڑ بچوں کے لئے سو فیصد تعلیم۔ اس وقت لاہور جیسے شہر میں، لاہور ڈویژن میں 34-ارب روپے کے ڈویلپمنٹ پراجیکٹ زیر تکمیل ہیں۔ ایک طرف صرف لاہور اور

دوسری طرف پورے صوبے کے نوجوان، یہ کہاں کا انصاف ہے، میرا آپ سے اور وزیر خزانہ سے سوال ہے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے اور پھر ultimately کیا ہوگا؟ ultimately یہ ہوگا کہ اس کو بھی short cut کیا جائے گا۔ میں یہاں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ فیصل آباد جو کہ میرا شہر ہے اور یہاں پر بہت سارے بیٹھے ہوئے میرے ساتھیوں کا بھی شہر ہے۔ فیصل آباد شہر میں FDA ہاؤسنگ سکیم بنائی گئی اور اس کے اکاؤنٹ میں جو کروڑوں روپیہ پڑا تھا وہ بجٹ آنے سے پہلے اپنے deficit کو چھپانے کے لئے واپس لے لیا گیا۔ وہ پیسا پنجاب حکومت نے نہیں دیا تھا بلکہ وہ پیسا ان لوگوں کا تھا جنہوں نے وہاں پلاٹ خریدے تھے، انہوں نے ڈویلپمنٹ کے لئے پیسا دیا تھا لیکن اب تک وہ پیسا واپس release نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں اب پنجاب روزگار سکیم کی طرف آؤں گا جو کہ ییلو کیب سکیم کی continuity ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ محترم میاں محمد نواز شریف صاحب نے اپنے پچھلے دور حکومت میں ییلو کیب سکیم introduce کرائی تھی اور اس سکیم کے تحت 11.7۔ ارب روپے کی گاڑیاں import ہوئی تھیں۔ ڈائیوو گاڑی جو اس وقت import کی گئی اس کی قیمت پاکستان کے لئے 5800 ڈالر جبکہ اسی گاڑی کی قیمت بنگلہ دیش کے لئے 4700 ڈالر تھی۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ یہ 1100 ڈالر کا فرق کیوں تھا؟ جب گاڑی کا standard اور باقی سب چیزیں ایک تھیں، بنانے والی کمپنی ایک تھی تو پھر 1100 ڈالر کا فرق کیوں تھا؟ اس سے یہ ہوا کہ اربوں روپے پاکستان سے باہر چلے گئے۔ آپ کو ان گاڑیوں کے لئے باہر سے سپیئر پارٹس خریدنے پڑے، ٹائر خریدنے پڑے اور تیل import کرنا پڑا اور اس کے بدلے میں روزگار ایک گاڑی پر صرف ایک آدمی کو مل سکا جو کہ اس کا ڈرائیور تھا۔ اس بجٹ میں اسی حوالے سے ایک سکیم introduce کرائی گئی ہے۔ کیا اس کی وجہ سے ہمارے ملک کا پیسا باہر نہیں جائے گا، یہاں پر جو گاڑیاں import ہوں گی کیا ان کے سپیئر پارٹس باہر سے نہیں آئیں گے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: یہ لوکل گاڑیاں ہوں گی۔

ڈاکٹر اسد معظم: نہیں، ان گاڑیوں کے 60 فیصد سپیئر پارٹس آج بھی imported ہیں۔ ان کے لئے پٹرول آئے گا اور اس کی وجہ سے pollution بڑھے گا۔ اس وقت پوری دنیا Mass Transit Programmes کی طرف جا رہی ہے اور آپ پھر گاڑیاں تقسیم کرنے لگے ہیں۔ یہ صرف اور صرف چند لوگوں کو نوازنے کا ایک طریقہ ہے۔ اس سکیم کے تحت اپنے لوگوں کو نواز کر آنے والے الیکشن کی تیاری کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں فوڈ سٹیمپ پروگرام کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا جو کہ بُری طرح ناکام ہو گیا۔ اگر وفاقی حکومت کا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام چل سکتا ہے تو پھر صوبائی حکومت کا فوڈ سٹیمپ پروگرام کیوں نہیں چلا؟ اس پروگرام کی ناکامی کی وجہ آپ کے چند ساتھیوں کی نالائقی اور بے ایمانی ہے۔ آپ نے سوچے سمجھے بغیر، BISP کو overnight kidnap کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے کسی funding agency اور donor کے بغیر اس فوڈ سٹیمپ پروگرام کو شروع کر دیا۔ تین مہینے تک 7۔ارب روپے تقسیم کئے گئے اور اس کے بعد اس پروگرام کو بند کر دیا گیا۔ جن لوگوں تک پیسے نہیں پہنچے آج بھی وہ لوگ اپنی slips ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں۔ اپنے آپ کو جو خادم اعلیٰ کہلاتے ہیں میرا ان سے سوال ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ ایسا فراڈ کیوں کیا گیا، کیا ہم آج اس ہاؤس میں بیٹھتے ہوئے ان کے سامنے شرمندگی محسوس نہیں کرتے؟ میرا اپنے ساتھیوں سے بھی سوال ہے کہ جب آپ نے لوگوں کے نام فوڈ سٹیمپ سکیم کے تحت رجسٹر کرائے اور انہیں وہ پیسے نہیں مل سکے تو کیا ہم ان کے سامنے شرمندگی محسوس نہیں کرتے؟ بالکل کرتے ہیں۔ یہ اس حکومت کا financial mismanagement کی وجہ سے ایک اور failure ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں سستی روٹی سکیم کی بات بھی کروں گا کیونکہ اس سکیم کی وجہ سے 17۔ارب روپے ڈوب گئے، معلوم نہیں کہاں چلے گئے؟ اگر یہی پیسا کسی positive سکیم میں لگایا جاتا جہاں سے jobs generate ہوتیں اور لوگوں کو روزگار ملتا تو پھر definitely ہمارے ملک کی جی ڈی پی اور اثاثوں میں اضافہ ہوتا۔

جناب سپیکر! اب میں زراعت کے حوالے سے مختص کئے گئے بجٹ پر بات کروں گا۔ آپ نے اس سال زراعت کے شعبے کے لئے 18۔ارب روپے رکھے ہیں جو کہ کل بجٹ کا صرف 2.5 فیصد ہے، یہ 2.5 فیصد بجٹ اس صوبے میں زراعت کو دیا گیا ہے جو کہ پاکستان کی food basket ہے۔ یہ صوبہ پنجاب 18 کروڑ عوام کے کھانے کے لئے اجناس پیدا کرتا ہے۔ آپ ستم ظریفی دیکھیں کہ اس 18۔ارب روپے میں سے 11۔ارب روپے آبپاشی کے لئے رکھے گئے ہیں جبکہ 7۔ارب روپے زراعت کے دوسرے تمام sectors کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ زراعت میں لائیو سٹاک، فشریز، cultivation and collection of seeds وغیرہ شامل ہیں۔ یہ سب شعبے محکمہ زراعت میں fall کرتے ہیں۔ آپ ستم ظریفی دیکھیں کہ صرف 7۔ارب روپے directly Agriculture کو دیئے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر اسد معظم صاحب! اب آپ wind up کر لیں کیونکہ باقی ممبران نے بھی بات کرنی ہے۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں wind up کر لیتا ہوں۔ اب میں یہاں پر اپنے اقلیتی بھائیوں کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو کہ ہماری آبادی کا ایک خاطر خواہ حصہ ہیں۔ ان کے لئے اس بجٹ میں صرف 22 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ گوجرہ کا واقعہ آپ کو معلوم ہے۔ آج جو وزیر خزانہ ہیں ان کے لئے یہ شرمندگی کی بات ہے کیونکہ وہ ایک ایسی حکومت کا حصہ ہیں کہ جس کے دور میں یہ سانحہ رونما ہوا۔ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کی findings ہیں کہ اس وقت کے R.P.O فیصل آباد کی نااہلی کی وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا۔ اس حکومت نے فیصل آباد سے ہٹا کر اس شخص کو کہیں اور R.P.O لگا دیا ہے۔ اُس وقت کے چیف جسٹس نے اپنی findings اور فیصلے میں لکھا ہے کہ یہ شخص آئندہ کہیں بھی کسی administrative post کا حق دار نہیں ہے۔ آپ بد قسمتی دیکھیں کہ یہ حکومت جو کہ اپنے آپ کو judiciary کا بڑا ہمدرد کہتی ہے اس نے آج اس شخص کو R.P.O لاہور تعینات کیا ہوا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے فیصلے پر عملدرآمد کیوں نہیں کیا گیا؟ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتے ہوئے یہ کہوں گا کہ وزیر قانون میرے اس سوال پر ضرور comment کریں۔ انہوں نے راجہ ریاض صاحب کی تقریر کے دوران ہر بات پر interrupt کیا ہے۔ میرا آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ سوال ہے کہ وہ شخص R.P.O لاہور کیسے تعینات ہو گیا ہے؟ بہت بہت شکریہ

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آج اسمبلی کے باہر مال روڈ پر کچھ لوگ آئے تھے۔ ان میں خواتین، بزرگ اور بچے بھی شامل تھے۔ سپیکر صاحب نے ہم چار لوگوں کو باہر ان کے پاس بھجوایا تھا۔ ان میں سے کچھ خواتین اور مرد حضرات اس وقت میرے دفتر میں موجود ہیں۔ میں ایک بڑی serious چیز آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے اسی معاشرے کے اندر کچھ لوگ تھوڑے تھوڑے پیسے ضرورت مند لوگوں کو قرض کے طور پر دے کر سود کی مد میں اس سے thousand time زیادہ وصول کر چکے ہیں اور ابھی تک اصل سے کہیں زیادہ رقم ان کے ذمے ہے۔ میں سمجھتا ہوں

کہ یہ اس ملک اور صوبے کے غریب لوگوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ان میں ایک ایسی خاتون بھی شامل ہے کہ جس کے باپ نے اپنی بیوی کے علاج کی خاطر پیسے لئے جو کہ چند ہزار روپے تھے۔ مگر وہ لاکھوں روپے ادا کر چکا ہے۔اس کی بیوی بھی مر گئی اور وہ آدمی آج قصور جیل کے اندر پڑا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے اور اس بارے میں کوئی سخت ایکشن لیا جائے۔آپ اس ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنا دیں یا پھر حکومت کو باقاعدہ طور پر ایک direction دی جائے کہ جو لوگ اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حمیرا اویس صاحبہ! آپ بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جناب سپیکر! کمیٹی تو پہلے بھی بنی تھی اور اس کی recommendations آئی تھیں لیکن ان پر عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے ابھی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ آپ، لغاری صاحب اور دوسرے ممبران اُس کمیٹی کے ممبران ہیں۔آج سپیکر صاحب نے جو چار رکنی کمیٹی بھیجی ہے وہ صاحبان اور پہلے والی کمیٹی کے ممبران کل میرے چیمبر میں تشریف لائیں تاکہ ہم پہلے والی کمیٹی کی recommendations پر آگے بات کر سکیں۔

محترمہ حمیرا اویس شاہد: جی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب خلیل طاہر سندھو صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔آپ نے پنجاب ہاؤس کے کرایہ کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی تھی اُس کے بارے میں خود دیکھ لیں کہ اُس کمیٹی کی ایک میٹنگ ہوئی تھی اور آپ نے مہربانی کر کے اُس کمیٹی میں مجھے بھی ممبر نامزد کیا تھا تو ہمیں کچھ پتا نہیں کہ آج تک اُس کمیٹی کا کیا بنا؟ میں صرف یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے بہت اچھا کیا کہ اس بارے point out کیا۔ سیکرٹری صاحب! ہم نے پنجاب ہاؤس کے کرایہ کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی تھی اُس کمیٹی کو بھی کل بلا لیں تاکہ اُس کمیٹی کی میٹنگ کر لیں اور اگر اُس کمیٹی کی کوئی رپورٹ آئی ہے تو اُسے بھی دیکھ لیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! میرا ایک چھوٹا سا پوائنٹ آف آرڈر ہے، کوئی speech نہیں ہے جس میں میں آپ کی اجازت سے پنجاب کا ایک مقدمہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے بجٹ میں اس معزز ایوان میں متفقہ طور پر جو ترقیاتی سکیمیں منظور ہوئی ہیں اُن میں سے بہت ساری ongoing schemes اس بجٹ میں شامل نہیں کی گئیں اور میں احتجاجاً یہ کہتا ہوں کہ پچھلے سال اُن سکیموں کے لئے فنڈز بھی جاری کر دیئے گئے تھے۔ محکمہ پی اینڈ ڈی جو ہماری ترقیاتی سکیموں کا قبرستان بنا چکا ہے اگر عوام کی متفقہ اور منظور شدہ سکیموں کو اگلے منصوبوں میں شامل نہیں کرتا تو میں اس پر آپ کی رولنگ لینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈیہر صاحب! آپ اس point کو اپنی بجٹ تقریر میں زیر بحث لائیں اور پھر Minister for Finance اس پر حکومت کا point of view سامنے لے آئیں گے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! مجھے اس پر آپ کی رولنگ چاہئے ورنہ میں اس پر walkout کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Speaker is not bound کہ کسی point پر فوری طور پر رولنگ دے۔

جناب احمد حسین ڈیہر: جناب سپیکر! پھر اسی اجلاس میں آپ اس بات پر رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ بالکل دے دیں گے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بہت شکریہ

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوک
تے سانوں آکے راہواں دس اپنے گھروں گواچے لوک

مجھے انتہائی افسوس ہے کہ ہم نے انتہائی غور سے ڈاکٹر اسد معظم صاحب کی تقریر سنی اور خاص طور پر چودھری ظہیر الدین صاحب کو میں بڑا seasoned parliamentarian سمجھتا ہوں اور وہ ہیں بھی، میں نے تقریر شروع کی ہے تو وہ بھی ہنسنا شروع ہو گئے ہیں۔ مجھے آج سب سے پہلے بجٹ کے حوالے سے جو کہنا ہے کہ بجٹ کسی بھی حکومت کے vision کو ظاہر کرتا ہے۔ جب Boundary Commission کے سامنے Partition of Punjab کا مقدمہ پیش ہوا تو چونکہ ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے تو قائد اعظم محمد علی جناح بانی پاکستان نے کہا کہ ہم نے ہندوستان میں رہ کر

اقلیتوں کا کرب دیکھا ہے تو آپ ہمارے حق میں ووٹ دیں تو پنجاب کے پانچ مسیحی ممبران نے پنجاب کے حق میں ووٹ دیا اور اس وقت آپ کی نشست پر ایک مسیحی سپیکر جوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے یہاں سے اُٹھ کر بھی پنجاب اور پاکستان کے حق میں ووٹ دیا تب یہ پنجاب کا حصہ پاکستان کا حصہ بنا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اقلیتیں مہاجر نہیں ہیں، ہمیں کسی نے فتح نہیں کیا، ہم پاکستان بننے سے پہلے پنجاب میں موجود تھے اور آج ہمیں پاکستان کو اپنی وفاداری کا یقین نہیں دلوانا بلکہ انہوں نے یقین دلوانا ہے جب پاکستان بنا تھا اور انہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی۔

ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال: جناب سپیکر! میرے بھائی بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میرے بھائی کو شاید پتا ہو کیونکہ یہ ممبر پنجاب بار کونسل رہے ہیں کہ بجٹ چونکہ زندگی کے ہر شعبہ کو متاثر کرتا ہے، بجٹ کا زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق ہوتا ہے لہذا بجٹ پر ہر قسم کی بات اور ہر قسم کی speech ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! 64 سال کے بعد پاکستان میں پہلی بار مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے ایک مسیحی نوجوان وزیر کو یہ اعزاز بخشا اور پاکستان میں بسنے والی تمام اقلیتوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ اس کا internationally impact and effect ہوا کہ ایک مسیحی نوجوان وزیر نے اس اسمبلی میں پنجاب کا بجٹ پیش کیا ہے جس پر ہم میاں محمد شہباز شریف اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے شکر گزار ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر گوجرہ کے حادثہ کے حوالے سے بات ہو رہی تھی اور میرے بھائی ڈاکٹر اسد معظم صاحب یہاں سے چلے گئے ہیں۔ انتصار احمد خان، ڈی پی او، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور سکندر بلوچ وہاں کا ڈی سی او تھا۔ پنجاب حکومت نے ان کے خلاف انکوائری لکھ کر دی لیکن پنجاب حکومت ان کے خلاف محکمانہ کارروائی نہیں کر سکتی تھی تو پنجاب حکومت نے جب ان کے خلاف انکوائری اسلام آباد بھیجی تو وفاقی حکومت کی طرف سے انہیں نوازشوں کا یہ انعام دیا گیا کہ انتصار احمد خان کو ڈی آئی جی موٹروے بنا دیا گیا جو آج بھی موٹروے کے رحیم یار خان سرکل میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے اور ڈی سی او سکندر بلوچ آج بھی مرکز میں سیکرٹری کے عہدے پر براجمان ہے تو اس طرح سے ہمارے زخموں پر نمک چھڑکا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم 1971 سے یہ نعرہ سنتے آرہے ہیں کہ روٹی، کپڑا اور مکان۔

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

جناب سپیکر! کہاں گئے وہ نعرے کہ ہمارا لیڈر ہر اُس گھر میں رہتا ہے جس کی چھت برسات میں ٹپکتی ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کو اگر ہم دوسرے تین لفظوں میں تقسیم کریں تو زمین، مشین اور تعلیم۔ یہ تین لفظ اُن کے متبادل ہیں اور پنجاب حکومت کا یہ جرم ہے کہ وہ آشیانہ سکیم اور جناح آبادی کے حوالے سے لوگوں کو گھر دے رہی ہے، اگر یہ جرم ہے تو پنجاب حکومت یہ جرم کرے گی۔ اس وقت گیارہ لاکھ بچوں کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے وسائل نہیں تھے لیکن وہ بہت زیادہ ذہین بچے ہیں تو وہ بچے مختلف پرائیویٹ سکولوں میں پنجاب حکومت کے خرچ پر پڑھ رہے ہیں اور تعلیم کے اس خواب کو قائد انقلاب میاں محمد شہباز شریف اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت پورا کر رہی ہے، اگر یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ جرم ہے تو ہم یہ جرم کریں گے۔ جس دن پنجاب کا بجٹ پیش ہو رہا تھا اُس دن بھی 26 طالبعلم، جنہوں نے مختلف کلاسوں میں top کیا تھا ان کو برطانیہ، جرمن اور دوسرے ممالک کی یونیورسٹیوں میں مطالعاتی دوروں پر بھیجا ہے اگر یہ جرم ہے تو ہم یہ جرم کریں گے۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر اسد معظم صاحب موبائل ہسپتال کی بات کر رہے تھے تو موٹروے پر ان کی گاڑی پنکچر ہوئی، یہ خود تو پنکچر نہیں ہوئے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ موٹروے پر ایک موبائل گاڑی ہے وہ اگر پنکچر ہو جائے تو سب کچھ ہی پنکچر ہو جاتا ہے تو ایسی باتیں کرنے سے بات نہیں بنتی۔ یہاں پر جاتی عمرہ کی بات کی گئی ہم یہ بات نہیں کریں گے کہ فرانس میں محل کس کا ہے، ہم یہ بات نہیں کریں گے کہ سوئٹزرلینڈ میں گھر کس کا ہے، ہم یہ بات نہیں کریں گے کہ سوئس اکاؤنٹ میں پیسے کس کے ہیں، ہم یہ بات نہیں کریں گے کہ حج ایک مقدس فریضہ ہے اُس کے کوٹا سے کس کے بھائی اور کس کے بیٹے نے اپنی جیب میں پیسے ڈالے ہیں، ہم یہ بات نہیں کریں گے کہ پاکستان میں لوڈشیڈنگ کا ذمہ دار کون ہے، ہم یہ بات نہیں کریں گے کہ سٹیل مل میں کرپشن کا ذمہ دار کون ہے؟ ہم اس لئے یہ بات نہیں کریں گے کیونکہ پوری دنیا جانتی ہے اور سپریم کورٹ آف پاکستان کا dictum اور فیصلہ ہمارے سامنے موجود ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر اقلیتوں کے متعلق بات کی گئی کہ ان کے لئے فنڈ نہیں رکھا گیا۔ میں صرف تین یا چار اقدامات گنوانا چاہتا ہوں۔ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ کرسمس کے موقع پر کرسمس بازاروں کی سہولت مسیحیوں کو بھی دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! 5 فیصد کوٹا گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 17 اور PCS تک اقلیتوں کے لئے رکھا گیا جس پر عمل ہو رہا ہے۔ جیلوں میں عید الاضحیٰ اور دوسری عیدوں پر صرف مسلمان قیدیوں کو سزا میں معافی ملتی تھی لیکن 19۔اکتوبر 2009 کو یہ نوٹیفکیشن حکومت پنجاب نے جاری کیا اور اس کے بعد آپ کسی سے بھی یہ بات پوچھیں کہ جیلوں میں جتنے بھی مسیحی قیدی ہیں ان کو بھی کرسمس اور ایسٹر کے موقع پر سزا میں معافی ملتی ہے۔ اسی طرح جیلوں میں جو قیدی قرآن پاک کو حفظ کرتے ہیں تو ان کو قید میں چھوٹ ملتی ہے۔ اب اسی طرح کا سلسلہ مسیحیوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے شروع کیا گیا ہے۔ مسیحیوں کے لئے بشپ صاحبان کی طرف سے جو کورس بنایا گیا ہے اگر کوئی مسیحی اپنے عقائد کے مطابق امتحان پاس کرتا ہے تو اس کو بھی قید میں برابر کی معافی مل رہی ہے۔

جناب سپیکر! قائد اعظم محمد علی جناح کے اس vision کو کہ اقلیتیں اور اکثریت ریاست کی نظر میں 11۔اگست 1947 کو ہونے والے اجلاس کی صدارت جوگندر ناتھ منڈل جو غیر مسلم تھا اس نے کی تھی۔ قائد اعظم بانی پاکستان کے اس vision اور علامہ اقبال کے تصور کو آگے بڑھاتے ہوئے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ایک مسیحی ممبر کو بجٹ پیش کرنے کے لئے کہا ہے۔

جناب سپیکر! گیس اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ میں پنجاب کے ساتھ امتیازی سلوک برتا جا رہا ہے لہذا پنجاب حکومت نے اپنے وسائل کے تحت 500 میگاواٹ کے منصوبے شروع کئے ہیں۔ اگر ہمارا یہ جرم ہے تو ہم اس قسم کے جرم کریں گے۔ ہم حقیقت میں چاہتے ہیں کہ کوئی بے گھر نہ رہے، کوئی ایسا آدمی نہ ہو جس کے بچے کو تعلیم نہ ملے، لوہار کا بیٹا لوہار نہ رہے اور بڑھئی کا بیٹا بڑھئی نہ رہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان اور پنجاب میں بسنے والے تمام شہریوں کو برابر کے حقوق ملیں اور یہ ہماری حکومت کا vision ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے مالی تعاون سے ہزاروں بچے مختلف سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ کسی بچے کا باپ معذور ہے یا اس کی ماں وفات پا چکی ہے اور اس بچے کو پڑھانا جرم ہے تو ہم یہ جرم کریں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کی بات ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر اسد معظم صاحب چلے گئے ہیں ان کو یاد ہونا چاہئے کہ انہی کے ہم پیشہ فرد کو جس کا نام چودھری ظہیر الدین خان صاحب جانتے ہیں وہ ڈاکٹر اظہر وحید تھے جن کو دن دہاڑے گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا۔ یہ بھی ان کے گھر میں افسوس کرنے گئے تھے۔ جن لوگوں نے انھیں قتل کیا تھا وہ 51 قتل کے مقدمات، 16 کلو سونے کے مقدمہ اور ہزاروں ڈکیتیوں میں مطلوب تھے۔ وہ جوڈیشل انکوائری کی بات کر رہے ہیں تو یہاں پر جو جوڈیشل انکوائری ہوئی ہے وہ ابھی سیشن کورٹ میں محمد عاقل چوہان صاحب کی عدالت میں pending ہے۔ ان کو یہ بات سامنے رکھنی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کیا ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم پنجاب میں بسنے والے لوگوں کو مفت ادویات فراہم کر رہے ہیں، کیا ہمارا جرم یہ ہے کہ پنجاب میں بسنے والے لوگوں کے مفت Dialysis ہو رہے ہیں، کیا ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم نے ہیپاٹائٹس "سی" جو کہ ایک inflection disease ہے اس کو کنٹرول کرنے کے لئے فنڈز رکھے ہیں؟

جناب سپیکر! بے روزگار ویٹرنری ڈاکٹروں کو ساڑھے 12 سے 25 ایکڑ تک فی کس کے حساب سے 15 سالہ لیز پر زمین دی جائے گی تا کہ وہ اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہو سکیں۔ ترقی، روشنی اور خوشحالی کا یہ سفر اگر 12۔ اکتوبر کو نہ رکتا اور چند مفاد پرست اس پرویز مشرف کے ساتھ جو اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 299 پر لکھتا ہے کہ "میں نے ڈالروں کے عوض 241 لوگ امریکہ کے حوالے کئے ہیں" تو آج پنجاب اور پاکستان میں ڈرون حملے ہوتے اور نہ کوئی ہماری طرف میلی آنکھ سے دیکھتا لیکن اس وقت چند بے وفاؤں نے ایک غاصب اور آمر جس نے ترقی کا سفر روکا اس کا ساتھ دے کر پوری قوم کو اس حال میں لے آئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات قائد حزب اختلاف کو آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ تاریخ سمجھوتہ کرنے والوں کی نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ بغاوت کرنے والوں کی ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو ڈرون حملے کرتے ہیں، جن کی وجہ سے 45 ہزار لوگ مارے جا چکے ہیں اور یہ لوگ اسی جگہ پر بیٹھ کر قرار دادیں پیش کر رہے تھے کہ امیر المنافقین کو دس مرتبہ وردی میں صدر منتخب کریں گے تو اس وقت انھوں نے نہ سوچا کہ پاکستان اور پنجاب کا نقشہ کیا ہوگا؟ ان کو آج صرف یہ بات دکھتی ہے کہ یہ جن لوگوں پر حکمرانی کرتے ہیں، یہ جن مزارعوں سے ووٹ لیتے ہیں اگر ان کے بچے LUMS اور NUST میں حکومتی اخراجات پر پڑھ رہے ہیں تو یہ ہماری حکومت کا کارنامہ ہے۔

جناب سپیکر! اگر غریبوں کے لئے آشیانہ سکیم شروع کی گئی ہے یا جناح آبادی کی سکیم شروع کی گئی ہے اور دانش سکول شروع کئے گئے ہیں تو ان کو تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ آپ جانتے ہیں کہ مزارعوں کے بچوں کے لئے قبرستان کے پیچھے یا چودھری کی حویلی کے پیچھے چھوٹا سا سکول ہوتا ہے تو قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا یہ خواب ہے کہ قائداعظم کے اصولوں پر چلتے ہوئے سب کو برابری کے حقوق ملیں، چاہے وہ غریب کا بچہ ہو یا کسی اور کا ہو، یہ ہماری ترجیحات ہیں۔ میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ بجٹ کسی بھی حکومت کے vision کا عکاس ہوتا ہے اور ہمارے پاس ایک visionary اور missionary قیادت موجود ہے جو اس حوالے سے پنجاب کو ترقی دے رہی ہے اور یہی بات ان لوگوں کو دکھتی ہے۔ اگر کسی کو گھر دینا، کسی کو چھت دینا، کسی کو مفت تعلیم دینا اور کسی غریب کے بچے کو مطالعاتی تعلیم کے لئے غیر ملکی دوروں پر بھیجنا جرم ہے تو یہ جرم ہم کریں گے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں۔ ان کو یہ بات نہیں دکھتی اور نیا صوبہ بنانے کی بات نہیں ہے صرف یہ بات ہے کہ جب یہ اپنے علاقوں میں جاتے ہیں تو لوگ ان کے پاؤں کو چھوتے ہیں اور ان کے گھٹنوں کو پکڑتے ہیں۔ ان کے مزارعے ہی انھیں ووٹ دیتے ہیں اور یہ سیٹیں جیت جاتے ہیں۔ ہم اس قسم کا خواب پورا نہیں ہونے دیں گے۔

ہم اگر آج خواب دیکھیں گے
لوگ کل انقلاب دیکھیں گے
ہم گزر کر لہو کے موسم سے
سولیوں پر گلاب دیکھیں گے

بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنا مؤقف بیان کرنے کا موقع دیا۔ میں اپنے وزیر خزانہ کو مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ جنھیں 10۔جون کو بجٹ پڑھنے کے لئے premature وزیر بنایا گیا تھا۔ انھوں نے 654۔ارب 75 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا۔ یہ اسی طرح جھوٹ کا پلندہ ہے جس طرح پہلے تین سال سے جھوٹ بولا جارہا تھا اسی طرح بالکل صحیح طریقے سے بڑا

اچھا جھوٹ لکھا گیا ہے۔اس سے متعلق پنجاب حکومت کی جو رپورٹیں آئی ہیں ان کے مطابق میں آپ کو چندpointsبتانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے ہیلتھ کے متعلق بات کروں گی کہ پچھلے سال ہیلتھ کے لئے23۔ارب روپے کا بجٹ منظور کیا گیا جس میں سے صرف13۔ارب روپے خرچ کئے گئے باقی رقم 10۔ارب روپے بچتی ہے تو یہ رقم کدھر گئی، کیا یہ ٹاسک فورسز کھا گئی ہیں؟میں ہرگز یہ نہیں کہوں گی کہ یہ رقم ٹاسک فورسز پر لگا دی گئی ہے اور میں ہرگز یہ نہیں کہوں گی کہ یہ پیسا فوڈ سٹیمپ سکیم میں لگا دیا گیا ہے یا میں ہرگز یہ نہیں کہوں گی کہ اس پیسے کو سستی روٹی سکیم میں جھونک دیا گیا ہے لیکن یہ تو بتایا جائے کہ یہ پیسا کدھر گیا ہے اور ہم اس کا جواب کس سے مانگیں؟

جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ صحت کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے سال صحت پر بجٹ میں ساڑھے14۔ارب روپے مختص کئے گئے جن میں سے صرف8۔ارب روپے خرچ کئے گئے جبکہ صحت کا بجٹ100فیصد منظور کیا گیا تھا حکومت پنجاب تو یہ دعوے کرتی تھی کہ ہم اخراجات میں کمی کریں گے اور اس کے نعرے لگائیں گے۔ حالانکہ یہ اخراجات صحت اور تعلیم میں کم نہیں ہونے چاہیئں تھے بلکہ یہ اخراجات وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے کم ہونے چاہیئں تھے، یہ تو اُلٹ ہو گیا ہے۔ کچھ ممبران پیچھے سے بول رہے ہیں لہذا آپ ہاؤسin orderکرا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:No cross talk محترمہ!آپ بھیChairسے مخاطب ہو کر بات کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کا پچھلے سال کا خرچہ26کروڑ روپے تھا جبکہ26کروڑ روپے سےextendکر کے32کروڑ روپے خرچ کیا گیا۔ صحت اور تعلیم کے لئے پیسے موجود تھے لیکن یہ صحت اور تعلیم میں پورا خرچہ نہیں کر سکے جبکہ extra خرچہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ پر کیا گیا۔ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے بارے تو کہا جاتا تھا کہ ہم چینی بھی استعمال نہیں کریں گے، ہم کسی کو بسکٹ بھی نہیں کھانے دیں گے تو پھر یہ32کروڑ روپیہ کہاں پر لگا ہے؟میں پھر یہ نہیں کہوں گی کہ یہ ٹاسک فورسز پر لگ گیا یا جھوٹی موٹی سکیموں پر لگا دیا گیا۔بتایا جائے کہ یہ پیسا کدھر گیا اور اِس کا جواب کون دے گا؟ حکومت کے پاس اس کا جواب تو نہیں ہے بلکہ حکومت کی طرف سے "جواب" ہی ہے۔

جناب سپیکر!اب میں آپ کی توجہ تعلیم کے اسimportant pointپر دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے سال ایک ہزار سکولوں کے لئے6۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ اس سال ایک ارب

روپیہ upgradation کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ کیا upgradation پچھلے دور میں ایک ہزار سکولوں کی ہو چکی ہے، نہیں بلکہ اُس کی رپورٹ بھی آڈیٹر جنرل نے دے دی ہے لہذا بجٹ تو منظور کرا لیا جاتا ہے لیکن اُس پر implementation نہیں ہوتی۔ میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے مالی سال میں 1500 سکولوں کی missing facilities کے لئے 4۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ اس دفعہ بھی 10۔جون کو پیش کئے جانے والے بجٹ میں 2500 سکولوں کے لئے 4۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ بتایا جائے کہ کیا مہنگائی نہیں بڑھی ہے اور جو چیز پچھلے سال دس روپے کی تھی کیا آج اُس کا ریٹ وہی ہے؟ اس دفعہ 4۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ سکولوں کی تعداد 2500 کر دی گئی ہے۔ اس بجٹ کو بناتے وقت کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی ہے اور نہایت ہی بھونڈا بجٹ تیار کیا گیا ہے بلکہ میں تو کہوں گی کہ ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر ٹائی شرٹ پہن کر اور AC لگا کر بیوروکریسی کو بٹھا کر انگلی کے اشارے سے یہ بجٹ تیار کروا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی توجہ ییلو کیب سکیم کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ پنجاب کی یہ روزگار سکیم لوٹ کھسوٹ کی سکیم تیار کی گئی ہے۔ لوگ ماس ٹرانزٹ کی بات کر رہے ہیں اور globalization ہے جبکہ ہم پھر وہی ٹیکسیاں خریدنے میں لگے ہوئے ہیں۔ 1993 میں پچاس ہزار گاڑیاں import کی گئی تھیں اور اپنے من پسند لوگوں اور افسران کو نوازا گیا تھا۔ گاڑیوں کے پیلے رنگ تبدیل کر کے افسران کو پیش کر دی گئی تھیں جس سے ہمارے الائیڈ بنک، حبیب بنک اور یونائیٹڈ بنک کو خسارہ ہوا تھا اور وہ کنگال ہو گئے تھے۔ اب اُسی سکیم کو دوبارہ سے رائج کر دیا گیا ہے۔ یہ اُن لوگوں کو نوازنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے جو اِس وقت معزز ایوان میں کچھ ہمارے ممبران موجود ہیں شاید اُن کو نوازنے کے لئے یہ ییلو کیب سکیم بنائی گئی ہے۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر! میں آپ کو ییلو کیب سکیم کا بتا رہی تھی کہ یہ وہی لوٹ کھسوٹ کی سکیم ہے جس سے پہلے بھی عوام کو لوٹا گیا تھا۔ اُس سکیم میں حکومت پنجاب کے 14۔ارب روپے ضائع ہوئے تھے بلکہ لوٹے گئے تھے اور اُس لوٹی ہوئی رقم کا آج تک حساب نہیں دیا گیا البتہ 4۔ارب 50 کروڑ روپے پھر لوٹنے جا رہے ہیں۔ یہ سکیم اپنے من پسند لوگوں کو نوازنے بلکہ آپ آنے والے دنوں میں دیکھیں گے کہ (ن) لیگ کی election campaign شاید اسی ییلو کیب سکیم سے کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب بھی دلانا چاہتی ہوں کہ اس بجٹ میں غربت اور رمضان پیکج کے لئے 30۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پچھلے سال 21۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے تو کیا یہ پیکج بھکاریوں کی طرح ہی دیا جائے گا جیسے پچھلی دفعہ ٹرکوں کو کھڑا کر کے لوگوں کو گرمی میں لائنوں میں کھڑا کر کے دس دس کلو آٹے کے تھیلے اور دو دو کلو چینی کے پیکٹ دیئے گئے تھے جس کے بدلے میں غریب لوگوں کی جانیں بھی لی گئی تھیں، کیا اسی طرح کا پیکج پھر سے دہرایا جائے گا، یہ جو 30۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں کیا اُسی طرح ہی لوٹے جائیں گے؟ یہ پیکج اور پیسا اُن راشی افسروں کے پیٹوں میں ہی جائے گا جنہوں نے پچھلے سال بھی سستی روٹی سکیم میں فراڈ کیا تھا، جنہوں نے فوڈ سٹیمپ سکیم اور ٹاسک فورسز میں فراڈ کیا تھا۔ اس بجٹ کو بنانے کے لئے باقاعدہ فراڈ کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی توجہ جنوبی پنجاب کی طرف دلاتی ہوں کہ یہاں پر جنوبی پنجاب کے تو بڑے نعرے لگائے گئے لیکن کیا وہاں کا پچھلے سال کا بجٹ استعمال کیا گیا اور اس مرتبہ جو بجٹ رکھا گیا ہے کیا اُس کی assurance ہے کہ وہ استعمال ہو گا؟ وہاں پر کہہ دیا گیا کہ ہم پیلو کیب سکیم لے کر آ رہے ہیں۔ ایک طرف سیلاب کا مارا ہوا جنوبی پنجاب جس کے لئے ہمیں اپنا زیادہ سے زیادہ بجٹ مختص کرنا چاہئے تھا مگر ہم نے غیر ضروری چیزوں کی طرف منصوبہ بندی کی ہے۔ جس طرح غیر ضروری ییلو کیب سکیم کی شکل میں سکیمیں بنائی گئی ہیں یہ نہیں ہونی چاہئیں تھیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں کہ 20/20 ہزار روپے ایک لاکھ ہنر مندوں کو دینے کی سکیم بنائی گئی ہے۔ اس سکیم کو جب آپ categorically پڑھیں گے تو آپ خود ہی ہنس کر کہہ دیں گے کہ یہ واقعی فراڈ سکیم بنائی گئی ہے اور اپنے من پسند لوگوں کو 20/20 ہزار روپے دے کر کہیں گے کہ مداح سرائیاں کروائیے، تعریفیں کروائیے یا کام کروائیے۔ یہ 20/20 ہزار روپے ووٹر سپورٹر کو ہی دیئے جائیں گے ورنہ آپ بتائیے کہ 20 ہزار روپے میں کون سا ہنر مند اپنے اوزار خریدے گا؟ اگر کوئی فوٹو سٹیٹ کی مشین لگانا چاہتا ہے تو 20 ہزار روپے میں کون سی مشین آئے گی اگر کسی کو ٹائپنگ آتی ہے اور وہ کمپیوٹر لینا چاہتا ہے تو کیا 20 ہزار روپے میں کمپیوٹر آئے گا؟ یہ کیا ٹوپی ڈرامے کئے گئے ہیں کہ 20,20 ہزار روپیہ ہنر مند لوگوں کو دیا جائے گا۔ اس طرح سے تو لوگوں کو خریدا جا رہا ہے، آنے والے الیکشن کے لئے پنجاب حکومت تیاریاں کر رہی ہے اور یہ الیکشن مہم شروع ہو چکی ہے۔ اس بجٹ کو الیکشن مہم کا starter کہا جا سکتا ہے کہ لوٹ کھسوٹ کا مال start ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں توجہ دلانا چاہوں گی کہ جب یہ صوبہ موجودہ حکومت کے حوالے کیا گیا تو ہمارا صوبہ پنجاب 100۔ارب روپے کا surplus تھا لیکن آج 350۔ارب روپے کا defaulter ہو چکا ہے اور صوبہ پنجاب مقروض ہو چکا ہے جبکہ ہم اچھی اچھی سکیموں کی باتیں کر رہے ہیں اور ہم واویلا مچا رہے ہیں کہ ہم نے عوام کے لئے بڑی آسانیاں پیدا کر دی ہیں، سیکرٹریٹ کے بجٹ کم کر دیئے ہیں تو میں نے آپ کے سامنے حقائق پیش کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی یہاں پر بات کر رہے تھے کہ ہم یہ بات نہیں کریں گے کہ کیا ہوا تو واقعی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ میں بھی یہ بات نہیں کہوں گی کہ سپریم کورٹ پر حملہ کس نے کرایا تھا؟ میں بھی یہ بات نہیں کروں گی کہ کون آمر کے ساتھ deal کر کے 10 سال کے لئے سعودی عرب بھاگا تھا؟ میں بھی یہ بات یہاں پر نہیں کروں گی کہ 100 صندوق لے کر کون اپنے جہازوں میں بیٹھ کر سعودی عرب چلا گیا تھا اور میں یہاں پر یہ بھی بات نہیں کروں گی کہ کس نے 10 سال کی یہ commitment کی تھی کہ وہ الیکشن نہیں لڑیں گے؟ میں یہ بھی بات نہیں کروں گی کہ آج ہمارے پنجاب کا جو بیڑہ غرق کیا گیا ہے وہ اس نالائق پنجاب حکومت کی وجہ سے ہوا ہے۔ آج ہمارا پنجاب defaulter ہو چکا ہے اور ہم لوگ ایک دوسرے کی criticism میں لگے ہوئے ہیں کہ اس کی کتاب اچھی ہو جائے اور میری کتاب بری نہ رہے۔ میرا کام ہو جائے اور اس کا نہ ہو۔ یہ بھونڈا مذاق عوام کے ساتھ پنجاب حکومت کر رہی ہے تو اس بھونڈے مذاق کو اب ختم ہو جانا چاہئے۔ میں اپنی تقریر کو آپ کے کہنے سے پہلے یہ کہہ کر wind up کروں گی کہ پنجاب کا جتنا بیڑہ غرق کرنا تھا وہ (ن) لیگ کی حکومت کر چکی ہے اور اب خدارا بس کریں ورنہ آنے والے وقت میں آپ دیکھ لیجئے گا کہ ان کے حالات کیا ہوں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر اشرف چوہان صاحب!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج کی اپنی بجٹ تقریر کے آغاز میں اس تاریخی فیصلے کو اپنے دل کی گہرائیوں سے support کروں گا اور اس سوچ کو سلام کروں گا جس سوچ کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب کا اس سال کا بجٹ اقلیتی وزیر پیش کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے سب سے پہلے یہ مبارک آنی چاہئے تھی اگر ان میں وہی سوچ ہے جو ہم لوگوں میں موجود ہے۔ آج کافی تقاریر ہوئیں تو میں چاہتا تھا کہ یہ ایوان معزز ممبران سے بھرا رہے لیکن میں اس خالی ایوان میں بھی اپنی آواز بلند کروں گا کہ آج کافی زیادہ غلط facts & figures پیش

کئے گئے ہیں۔ ابھی میری بہن نے دومنٹ پہلے کہا کہ پنجاب 350۔ارب روپے کا مقروض ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ P&D ڈیپارٹمنٹ والوں سے ابھی میری جمعہ کو ملاقات تھی اور سابقاوزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو دو سال پہلے صوبہ پنجاب 52 بلین روپے کا مقروض تھا اور 27 بلین روپے ادا ہو چکے ہیں۔ اگر میں غلط بات کروں تو کائرہ صاحب interfere کر سکتے ہیں۔ پنجاب ہر ماہ 27 بلین روپے جمع کروا رہا ہے تو ابھی میری بہن نے بالکل غلط بات کی ہے۔

جناب سپیکر! ایک بات ہوئی کہ پنجاب کے بجٹ میں 80 percent contribution وفاق سے آتی ہے جو کہ بالکل صحیح بات ہے لیکن یہ بات بالکل صحیح نہیں ہے کہ وہ گرانٹ لاڑکانہ سے آتی ہے بلکہ وہ پنجاب کے عوام کا پیسا ہے جو ہم وفاقی حکومت کو دیتے ہیں۔ عوام 64 فیصد contribute کرتے ہیں جبکہ ہمیں واپس 50 فیصد سے بھی کم ملتا ہے۔ میرے بھائی نے آج یہ بات کی ہے تو وہ پنجاب کو پیپلز پارٹی کی خیرات نہیں ہے بلکہ وہ پنجاب کا حق ہے جو اپنے حصہ سے بھی کم ملتا ہے جس پر احتجاج ماضی میں بھی ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا اس لئے اس ایوان میں غلط figures پیش کرنا بہت غلط بات ہے۔ اپوزیشن کو اس بجٹ کی بحث میں حصہ لینا چاہئے لیکن جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔ باتیں وہ کرنی چاہئیں جو حقائق پر مبنی ہیں۔ جہاں تک بات overdraft کی تھی اس پر میری بہن کو یہ بھی پتا ہونا چاہئے کہ آپ کے قانون میں یہ موجود ہے کہ آپ چھ ہفتے تک کے اپنے expenses وفاقی حکومت سے loan لے سکتے ہیں تو اس limit میں آج پنجاب کسی طرح بھی default میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اگلی بات میں یہ کروں گا کہ اس بجٹ کی تعریف کرنی چاہئے کیونکہ اس میں 9.5۔ارب روپے Youth Development کے لئے رکھا گیا ہے۔ جو لوگ Yellow Taxi Scheme کی مخالفت کرتے ہیں تو وہ یہ بھی بتائیں کہ آپ کے کروڑوں گریجویٹ اور ایف اے پاس بچوں کو رزق کہاں سے دینا ہے؟ اگر اس بجٹ سے 4.5۔ارب روپے پاکستان کی بنی ہوئی مہران اور بولان گاڑیوں کی شکل میں ایف اے پاس 35 سال سے کم عمر لڑکوں کو ملیں گی تو مجھے بتائیے کہ کسی کے پیٹ کے اندر درد کیوں ہوتا ہے اور کسی کو تکلیف کیوں ہوتی ہے، وہ پیسا سرے محل میں تو نہیں لگ رہا؟ وہ پیسا پاکستان کے اندر ہی لگ رہا ہے، وہ پیسا پنجاب میں ہی لگ رہا ہے اور وہ پیسا بچوں کے پاس ہی جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اچھی باتوں کو یہ غائب کر جاتے ہیں اور مجھے یہ بتائیں کہ اگر بنجر زمینیں Veterinary Graduates یا دوسرے گریجویٹس، فاریسٹری یا ایگریکلچر گریجویٹس کو ملیں گی اور وہ

ان زمینوں کو develop کریں گے تو اس میں کسی کو کیا تکلیف ہو گی، مجھے یہ بتائیں کہ پنجاب کے اگر ایک لاکھ بچوں کو لیپ ٹاپ ملے گا تو اس سے کسی کو کیا تکلیف ہو گی اور مجھے یہ بتائیں 20 ہزار روپے بغیر سود کسی کو ملے گا تو اس سے کسی کو کیوں تکلیف ہو گی؟

جناب سپیکر! ساری عمر یہ جنوبی پنجاب کا رونا روتے ہیں اور وہاں صوبہ بنانا چاہتے ہیں لیکن عملی طور پر یہی حکومت ہے جو ڈیرہ غازی خان میں خواتین یونیورسٹی بنائے گی جس پر 10 بلین روپے خرچ ہوں گے۔ اس بجٹ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہماری وفاقی حکومت پنجاب کو بجلی فراہم کر رہی ہے نہ گیس دے رہی ہے تو پنجاب نے یہ اعلان کیا ہے وہ اپنی بجلی خود پیدا کرے گا۔ 600 میگاواٹ کوئلے سے بجلی پیدا ہو گی جس پر 8 بلین روپے خرچ ہو رہا ہے تو اس پر کسی کو کیا تکلیف ہے؟

جناب سپیکر! ابھی بات ہوئی کہ موبائل ہیلتھ یونٹس کے ٹائر پنکچر ہو جائیں گے تو پہلے اس بات کو سمجھ لیں کہ موبائل ہیلتھ یونٹ ہے کیا؟ یہ ایک ایسی سکیم ہے جس میں پورے کا پورا آپریشن تھیٹر ان لوگوں کے پاس جائے گا جنہیں چھوٹا procedure چاہئے جو پانچ، دس منٹ، آدھے یا ایک گھنٹے کا surgical procedure ہے اور یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو سفر نہیں کر سکتے یا جو اتنے بوڑھے ہیں کہ گھروں سے نہیں جا سکتے تو اس سکیم کی بھی تعریف اپوزیشن سے ہونی چاہئے اگر وہ اس بات سے مخلص ہیں۔

جناب سپیکر! پنجاب میں مفت ڈائلسز کی سکیم اور مفت ادویات کی فراہمی کی سکیموں کا اپوزیشن کی طرف سے کسی نے ذکر نہیں کیا جو کہ بڑے دکھ کی بات ہے۔ میں ایک بات بتا دوں کہ دانش سکولوں کے حوالے سے مخالفت کی جا رہی ہے تو میں اس سے پورا متفق ہوں کہ پنجاب کے 60 ہزار سکولوں کو elevate کرنا چاہئے اور میری یہ demand ہے کہ اگلے سال اس کے لئے زیادہ بجٹ رکھنا چاہئے لیکن دانش سکولوں کا concept میرے بھائیوں کی عقل سے شاید بالاتر ہے۔ اس میں یہ ہے کہ اگر غریب گھروں سے ذہین بچہ اپنے علاقے سے میٹرک یا ایف اے بھی کر جائے گا تو وہ کسی اچھی جگہ پہنچ نہیں پائے گا تو اگر وہ بچہ اپنے میرٹ پر selected سکول میں جائے گا تو ایک گارنٹی ہے کہ اس کا ایک مستقبل بنے گا اور جس گھر کا وہ بچہ ہو گا اس گھر کا مستقبل بہتر ہو جائے گا۔ یہ concept بالکل مختلف ہے جس کی بہت کم لوگوں کو سمجھ آتی ہے اس لئے اپوزیشن کو سمجھانا بہت ضروری ہے کہ دانش سکول is only for the selected intellectual intelligent children جنہیں normally opportunity نہیں ملتی اور جب انہیں opportunity ملے گی تو ان کا مستقبل guaranteed ہو گا

ورنہ وہ وہاں بی اے، ایم اے کر کے فارغ ہو جائیں گے۔ میں اس بجٹ میں خصوصی طور پر پاکستان مسلم لیگ (قائداعظم) جس کو پیپلز پارٹی قاتل لیگ کہتی ہے لیکن میں ان کو قائداعظم لیگ کہتا ہوں۔ انہوں نے اور چودھری ظہیر صاحب نے اس دفعہ بجٹ میں ایک بہترین مثالی کردار کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان کی طرف سے مثبت باتیں آئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پیپلز پارٹی سے پہلے ہی اختلاف کر کے درمیان میں ایک جگہ لے لی ہے اور میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی contribution بہت positive ہے۔ میں پیپلز پارٹی سے گزارش کروں گا کہ ہمیں اس ہال میں پنجابی بولنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پنجاب پورے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ یہاں کے لیڈر، یہاں کے representative اور یہاں کے spokespersons پورے ملک کے لئے مثالی ہونے چاہئیں۔ اگر راجہ صاحب کو تیاری کرادی جاتی تو آج ان کا تمسخر نہ اڑایا جاتا۔ میرے اتنے پڑھے لکھے بھائی ان کے ساتھ بیٹھے ہیں ان میں کائرہ صاحب بھی ہیں۔ اپوزیشن لیڈر جب تقریر کرتے ہیں تو وہ یہاں پر represent کرتے ہیں۔ ان کی تقریر میں جو الفاظ کی ادائیگی تھی وہ باعث شرم ہوگی جب میڈیا کے ذریعے دوسرے صوبوں میں جائے گی۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ کسی کا background کیا ہے لیکن تیاری کر کے آنا اُن کا فرض بنتا ہے اور وہ ہمارے لئے بھی قابل احترام ہیں۔ میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ بہت اعلیٰ ہے اگلے سال اسی طرح کا بجٹ double figure سے ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ نام لے کر تنقید کر رہے تھے، یہ زیادتی ہے۔ پھر ہم لوگ بھی نام لے کر تنقید کریں گے تو آپ ہمیں منع نہ کرنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں، اس وقت کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ یہاں پر فنانس منسٹر بیٹھے ہیں وہ تمام باتوں کا جواب دیں گے۔ اب ذوالقرنین ساہی صاحب بات کریں گے۔ میاں صاحب! آپ کیوں کھڑے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہمیں یہاں پر جو نوٹ بک پیش کی جاتی ہے جس پر ہم اپنے points نوٹ کرتے ہیں۔ ہم جس ورق پر بھی نوٹ لیتے ہیں وہ اکھڑ کر باہر آ جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے نوٹ بہت بھاری ہیں۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ نے میری بات سنی ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چیک کر لیتا ہوں۔ جی، ساہی صاحب!

میاں محمد رفیق: انتظامیہ کو کم از کم یہ ہدایت کی جائے کہ اس کی binding درست طریقے سے کیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی کہہ دیتا ہوں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، ساہی صاحب!

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گا کہ انہوں نے اس ذمہ داری کو بہت خوبی سے نبھایا۔ انہوں نے خوش اسلوبی، sincerity اور بڑے جوش و خروش سے بجٹ تقریر پیش کی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں لیڈر آف دی اپوزیشن سمیت اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے تمام ممبران کو بھی مبارک باد پیش کروں گا کہ انہوں نے قومی اسمبلی میں قائم کردہ ایک منفی مثال کے برعکس ایک civilized constructive objective، اپوزیشن ہونے کا ثبوت دیا اور بہت سکون سے بجٹ کی تقریر سنی۔ میں یہ ذکر کرتا چلوں کہ جب وزیر خزانہ بجٹ تقریر کر رہے تھے تو اس میں بہت سے وعدے اور دعوے موجود تھے۔ جب بھی کوئی ایسا وعدہ اور دعویٰ آتا تو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہمارے بھائی نعروں کی گونج میں اس کا خیر مقدم کرتے تھے۔ میں اپنی نشست پر بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ کاش! اس حکومت کے گزشتہ تین سالوں میں تمام وعدے پورے ہوئے ہوتے اور کاش! ان کی credibility اچھی ہوتی تو بجٹ میں کئے گئے وعدے اور دعوے سن کر عوام کا بھی یہی ردعمل ہوتا۔ عوام بھی ان وعدوں پر خوش ہوتے کہ چونکہ بجٹ میں کہہ دیا گیا ہے اب ہو جائے گا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ بدقسمتی سے بجٹ میں جو وعدے کئے جاتے ہیں وہ سال کے اختتام پر صرف اُس بجٹ تقریر کی زینت بن کر رہ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان وعدوں اور دعووں کا کہیں نام و نشان نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر! کسی بھی بجٹ کے دو اہم پہلو ہوتے ہیں ایک ریونیو اور دوسرا expenditure ریونیو صوبہ کا source of income ہوتا ہے کہ صوبہ کہاں کہاں سے آمدن کی امید رکھتا ہے۔ Expenditure وہ ہے کہ صوبہ اس آمدن کو کس طرح خرچ کرے گا۔ اس سال total revenue receipts کی مد میں پنجاب کا صوبہ 654 بلین، 674 ملین روپے کی توقع رکھتا ہے۔ اس کا سب سے major portion جو تقریباً 80 فیصد ہے وہ 540 بلین، 433 ملین روپے فیڈریشن کی طرف سے آنے والی امداد کا ہے۔ اس کے علاوہ provincial receipt میں 114 بلین روپے اور 240 ملین روپے

ہے جو self reliance میں ہے جو صوبہ خود اپنی آمدن پیدا کرے گا۔اس کے علاوہ جو قابل غور بات ہے کہ اغیار کی امداد نہ لینے کا دعویٰ کرنے والے ہم لوگ اس سال بھی foreign sources کی آمدن میں 19۔ارب 635 ملین روپے کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔اس میں Development Revenue receipts کی مد میں ایک بلین اور 25 ملین روپے ہے۔Development Capital Receipts کی مد میں 18 بلین 610 ملین روپے اور foreign federal grants کی مد میں 2 بلین 359 ملین روپے ہے۔ پچھلے سال کے expected revenues کا ذکر کرتے چلیں کہ اس صوبے کو فیڈریشن سے ملنے والی امید 570 بلین، 581 ملین روپے کی تھی جو آخر کار 544 بلین، 513 ملین روپے مل سکی۔ یعنی جو ریونیو کی ہم امید رکھتے تھے اس سے بہت کم ریونیو ہمیں فیڈریشن کی طرف سے ملا۔ Civilly Provincial Receipts میں ہم جس آمدن کی امید کر رہے تھے اس کا تخمینہ 125 بلین 774 ملین روپے تھا جو revised estimate میں 160 بلین، 470 ملین روپے رہ گیا۔اسی طرح foreign sources میں development revenue receipts میں 677 ملین روپے کی توقع تھی جو 189 ملین روپے پر آئی۔ DCR میں 12 بلین 597 ملین روپے کی توقع تھی جو 546 ملین روپے پر آ گئی۔ قابل غور بات یہ ہے کہ پنجاب پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اور زراعت ہمارا بہت اہم سیکٹر ہے۔اتنے resources ہونے کے باوجود پنجاب کا صوبہ اپنی آمدن کے معاملے میں خود کفیل نہیں ہے۔ ہماری provincial receipts کا major portion فیڈریشن سے 80 فیصد کی امید کی جاتی ہے اور اب بھی ہم بیرونی امداد پر امید کرتے ہیں۔ پریشانی کی بات یہ ہے کہ اگر فیڈریشن یا بیرونی resources میں سے کوئی بھی اپنی دی جانے والی امداد یا رقوم میں سے کچھ رقم کم کر دے تو ہمارے Development expenditure suffer کرتے ہیں۔ ہم وہ اخراجات نہیں کر سکتے جن کا ہم نے بجٹ میں وعدہ کیا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! ریونیو کے بعد میں ایک سوال فنانس منسٹر سے کرنا چاہوں گا اور ممکن ہے کہ میری بجٹ میں reading غلط ہو گئی ہو۔اس سال کا total expected revenue 654 بلین، 674 ملین روپے ہے جبکہ expected expenditure 654 بلین، 750 ملین روپے ہے۔ اگر یہ حقائق درست ہیں تو ہمارا اس سال کا بجٹ deficit میں ہے کیونکہ ہمارے expenditures ہمارے ریونیو سے 76 ملین روپے زیادہ ہیں اور اسی کو deficit budget کہا جاتا ہے۔ میں چاہوں گا کہ

وزیر خزانہ اپنےconcluding remarksمیں اس سوال کو بھی شامل کریں۔اس میں یا توfactsغلط quoteکئے گئے ہیں یا پھر ہمارا بجٹdeficitہے۔

جناب سپیکر!اب میں اخراجات کی طرف آتا ہوں۔اخراجات کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ترقیاتی اور دوسرا غیر ترقیاتی۔ عوام کا واسطہ ترقیاتی پہلو سے ہے کیونکہ صوبہ اور عوام کی فلاح development expenditure پرbaseکرتی ہے۔غیر ترقیاتی اخراجات صوبہ کے اداروں کی administrative costکو اٹھاتا ہے۔بلاشبہ تعلیم ہمارے معاشرے یا کسی بھی معاشرے کا بہت اہم سیکٹر ہے۔جس معاشرے کی قوم تعلیم یافتہ ہے وہ ترقی کی سیڑھیاں تیزی سے طے کرتی ہے۔اس سال بجٹ میں تعلیم کی مد میں جو ڈویلپمنٹ کے اخراجات رکھے گئے ہیں وہ 23 بلین 900ملین روپے ہیں۔ کہنے کو تو یہ کافی ہیں لیکن پچھلے سال اس مد میں رکھی گئی رقوم کے ساتھ کیا کھلواڑ ہوا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ پچھلے سال سکول ایجوکیشن کے لئے 14 بلین 50ملین رکھا گیا تھا جو کہrevised estimateمیں 9 بلین 100 ملین روپے رہ گیا، یہ تقریباً آدھا کر دیا گیا۔ہائر ایجوکیشن میں 6 بلین 350 ملین روپے تھا جوreviseکرکے 4 بلین 42 ملین روپے کر دیا گیا۔Literacy and non formal میں 800 ملین روپے سے 340 ملین روپے، سپورٹس میں 1600 ملین روپے سے 302 ملین روپے اور سپیشل ایجوکیشن میں 500 ملین روپے مختص کرنے کے بعدreviseکرکے 42 ملین روپے کر دیا گیا لہذا پچھلے سال کا ترقیاتی مد میں تعلیم کے لئے مختص کیا گیا 23 بلین 300 ملین روپےrevised allocationمیں کم کرکے اپنےoriginalسے 60 فیصد سے بھی کم 13 بلین 828 ملین روپے پر آ گیا۔اس امر کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس سال کے 23 بلین اور 900 ملین روپے کو آگے جا کر کیا شکل ملنے والی ہے یا یہ بھی کہنا غلط نہیں ہے کہ اس سال 220 بلین روپے کا جو اپنی طرف سے ریکارڈ ترقیاتی بجٹ پیش کیا گیا ہے اس 220 بلین روپے کوrevised estimateاور actual locationکے بعد کیا صورت ملے گی؟

جناب سپیکر!یہاں پر میں ایک ایسے منصوبے کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ جو یقیناً اس بجٹ اجلاس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی بہت زیادہattentionحاصل کرے گا وہ دانش سکول کا پراجیکٹ ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ لازماً حکومت کے کسی فرد یا عہدہ دار کی بدنیتی اس منصوبے کے پیچھے ہوگی ہو سکتا ہے کہ نیک نیتی سے صوبے کے عوام کی فلاح کے لئے یہ منصوبہ لایا گیا ہو لیکن اس کیfeasibilitiesکو reviewکرنے کی ضرورت ہے۔گزشتہ سال اس مد میں تین بلین روپے رکھے گئے تھے اور اس سال

دوبارہ تین بلین روپے رکھے گئے ہیں۔چھ بلین روپے سے پنجاب کے تمام سکولوں کا infrastructures اور کارکردگی improve کی جاسکتی ہے۔اس سال پنجاب کے 40ہزار سکول ایسے ہیں جہاں پر بنیادی سہولتوں کی ضرورت ہے جس میں Furniture, Staff and boundary walls وغیرہ شامل ہیں۔اگر آپ یہ چھ بلین روپے ان سکولوں میں بنیادی سہولیات مہیا کرنے میں لگا دیں تو پورے پنجاب کے تمام students کو تعلیم کی طرف وہ راستہ مل جائے گا جس کے لئے وہ deserve کرتے ہیں بجائے اس کے کہ چند مخصوص جگہوں پر دانش سکول سسٹم بنا کر اسی آبادی کو privilege دے دیں اور باقی پنجاب کو کسی بھی ایسے rights سے deny کر دیں۔

جناب سپیکر! annual status of education reports کے مطابق ہمارے دیہی علاقوں کے سکولوں میں 67 فیصد students ایسے ہیں جو سکول میں داخل ہونے کے باوجود انگریزی کے جملے نہیں پڑھ سکتے، 43 فیصد Students ایسے ہیں جو انگریزی کے لفظ بھی نہیں پہچان سکتے اور ان میں سے 15 فیصد ایسے ہیں جن کو انگریزی کے حروف کا پتا نہیں۔ان میں صرف 54 فیصد students ایسے ہیں جو اردو میں ایک جملہ پڑھ سکتے ہیں اور صرف 39 فیصد students ایسے ہیں جو اردو میں ایک پیراگراف لکھ سکتے ہیں۔اس حوالے سے جن بچوں کا سروے کیا گیا ہے ان طالب علموں کی عمر چھ سے سولہ سال ہے اور یہ کوئی بچے نہیں ہیں۔سولہ سال تک کی عمر تک ہماری تعلیم کا معیار یہ ہے کہ وہ آدھے سے زیادہ بچے انگریزی میں اور نہ اردو میں پڑھنے کے قابل ہیں۔اس کی وجہ کیا ہے؟یعنی جو سکول موجود ہیں وہاں پر اساتذہ کی کمی ہے،وہاں پر بنیادی سہولیات میسّر نہیں ہیں جن کی وجہ سے سکولوں کا ماحول خراب ہے اور جو اساتذہ موجود ہیں ان کی عدم سنجیدگی ایک وجہ ہے۔ہم کیوں نہ ان 6۔ارب روپے کو ان سارے مسائل کو دور کرنے میں لگائیں اور اس کے بعد دانش یا کوئی بھی اور پراجیکٹ لے آئیں اور اس صوبے کی بحالی کے خواب دیکھنا شروع کریں لیکن پہلے جو موجودہ سکول ہیں ان کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔میں یہاں پر ایک اور بڑی دلچسپ بات کرنا چاہوں گا کہ کچھ دنوں پہلے پرنٹ میڈیا اور electronic میڈیا پر یہ خبر بریک کی گئی تھی کہ چشتیاں میں واقع دانش سکول کی افتتاحی تقریب کے لئے 27 لاکھ روپیہ ضائع ہو گیا یہ نہیں ہے کہ اس تقریب میں لگا بلکہ ضائع ہو گیا کیونکہ وزیراعلیٰ کی عدم دستیابی کی وجہ سے اس تقریب کو تین مرتبہ postpone کرنا پڑا۔27 لاکھ روپے سے چار نہیں تو کم از کم تین سکولوں کی چار دیواری ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میرا اگلا point محکمہ صحت ہی ہے کیونکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ صحت بھی ایک اہم sector ہے جس معاشرے میں حقیقتاً صحت اور تعلیم کو ترجیح دی جاتی ہے وہ معاشرے ترقی کرتے ہیں ہمارے ہاں افسوس کی بات ہے کہ صرف بجٹ تقریروں اور الیکشن کے نعروں میں تعلیم اور صحت کی ترجیح کا ذکر کیا جاتا ہے اور حقیقتاً ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے جیسا کہ میں نے بتایا کہ 23 بلین سے 13 بلین کر دیا گیا اور اسی طرح ہیلتھ کا بجٹ 14 بلین اور 500 ملین روپے allocate کرنے کے بعد revise کر کے 8 بلین روپے اور 193 ملین روپے کر دیا گیا تھا۔یہاں پر تھوڑی دیر پہلے موبائل ہیلتھ یونٹ کا ذکر ہوا۔ یہ بالکل بات صحیح ہے کہ جو پراجیکٹ اچھا ہے اپوزیشن کو بھی کو اس کی تعریف کرنی چاہئے اور تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ میں موبائل ہیلتھ یونٹ کے پنکچر ہونے کی بات نہیں کروں گا لیکن میں practical بات کرتا ہوں۔ میری اطلاع کے مطابق ایک موبائل ہیلتھ یونٹ پر 55 ملین روپے cost آتی ہے۔اس وقت ڈیرہ غازیخان، بہاولپور، بہاولنگر، مظفر گڑھ اور اس کے علاوہ دو اضلاع میں موبائل ہیلتھ یونٹ کام کر رہے ہیں۔یہاں آنے اور لانے کے بعد پتا چلا کہ ایک موبائل ہیلتھ کو ایک کلو میٹر کا سفر طے کرنے کے لئے چھ لیٹر ڈیزل استعمال کرتا ہے یعنی اگر وہ سو کلو میٹر سفر طے کرے گی تو تقریباً ساٹھ ہزار روپے کا ڈیزل لگے گا اس لئے اب ان کو موبائل ہیلتھ یونٹ کے بجائے Obstetric Health Unit بنا دیا گیا ہے تو کیوں نہ ہم موجودہ BHUs پر یہ 2۔ارب روپے کی رقم ان کی کارکردگی بہتر بنانے پر خرچ کریں۔

جناب سپیکر! میں austerity پر ضرور بات کرنا چاہوں گا۔ گزشتہ سال چیف منسٹر صاحب نے خوش اسلوبی کے ساتھ اعلان کیا کہ میں اپنے سیکرٹریٹ کے اخراجات کم کروں گا، منسٹرز صاحبان بھی اپنی تنخواہوں میں بھی کمی کریں گے اور austerity reforms لائی جائیں گی۔ اس سال بھی وزیر خزانہ نے بہت فخر اور بہت سے نعروں کی گونج میں اعلان کیا کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اخراجات کو 1.4 پوائنٹ تک short کیا جا رہا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے اور صرف لفاظی ہے۔ گزشتہ سال چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے لئے 26 کروڑ 64 لاکھ 19 ہزار روپے مختص کئے گئے تھے اور یہ ایک خطیر رقم ہے۔اس سال صرف 26 کروڑ 64 لاکھ 19 ہزار مختص کئے گئے ہیں اور یہ revised allocation ہے ایسا نہیں ہے کہ کمی کی گئی ہے لیکن exactly same amount سے کمی کی گئی ہے کیونکہ خادم اعلیٰ صاحب austerity کے حوالے سے کئے گئے اپنے وعدے تو پورے نہیں کر سکے اور اپنے اخراجات کم تو نہیں کر سکے لیکن بڑھانے میں ضرور کامیاب ہوئے ہیں کیونکہ

گزشتہ سال کی originally allocated، 26کروڑ64لاکھ روپے کو بڑھا کر32کروڑ46لاکھ 47ہزار روپے کر دیا گیا تھا۔ میں پنجاب کی عوام کی طرف سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہ اس austerity ہے تو پنجاب کی عوام اس سے توبہ کرتی ہے اور ہمیں یہ austerity نہیں چاہئے۔ اگر آپ کے اخراجات austerity سے بڑھتے ہیں تو اس کا ہمیں فائدہ کوئی نہیں ہے اور صرف نقصان ہے۔

جناب سپیکر! منسٹرز صاحبان کے فنڈز میں جو کہ چیف منسٹر صاحب Discretionary Funds ہوتے ہیں جو کہ پچھلے سال بھی تین کروڑ تھے اور اس سال بھی تین کروڑ رکھے گئے ہیں۔ ان فنڈز کا کوئی audit نہیں ہوتا۔ .there is no check on these funds ان فنڈز کو تین کروڑ سے بڑھا کر ساڑھے چھ کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ایک بہت interesting مد ہے جس کو entertainment and gifts کی مد کہا جاتا ہے۔ جس ملک یا جس صوبے میں austerity شروع کی جائے وہاں پر ایسی مد کو جڑ سے اکھاڑ دینا چاہئے۔ اس میں کوئی پیسا ڈالنا تو دور کی بات ہے۔ چیف منسٹر صاحب کے سیکرٹریٹ میں تفریح اور تحائف کے نام سے اس غریب صوبے کے پیسے لگائے جا رہے ہیں جس کے اندر ایک کروڑ تین لاکھ روپیہ رکھا گیا جس کو بعد میں بڑھا کر دو کروڑ22لاکھ روپے کر دیا گیا ہے جس صوبے کے عوام بھوک سے مر رہے ہیں، جن کی دن بدن قوت خرید کم ہوتی جا رہی ہے اور روزمرہ کی اشیاء ان کی قوت خرید سے باہر ہیں ان کا خادم اعلیٰ صرف تحفوں اور تفریح پر دو کروڑ22لاکھ روپے خرچ کر رہا ہے۔ جس صوبے میں غربت کا یہ حال ہے یہاں گرم سڑک پر ننھے اور معصوم بچے تپتی دھوپ پر نازک پیر لئے پھرتے ہیں۔ اس میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کی ٹرانسپورٹ کی مد میں40لاکھ روپیہ رکھا جاتا ہے اور اسے revise کر کے 2کروڑ44لاکھ روپے کر دیا جاتا ہے۔ ہیلی کاپٹر اور گاڑیوں کے پٹرول کی مد میں 75لاکھ رکھا جاتا ہے اسے revise کر کے دو کروڑ87لاکھ50ہزار روپیہ کر دیا تھا یہ صرف خادم اعلیٰ کی austerity ہے اگر خادم اعلیٰ کے subordinate خادمین کی austerity دیکھ لی جائے اور اگر وہ خادم اعلیٰ کے نقش قدم پر ہی چل رہے ہیں تو اگلے بجٹ میں ہمیں اس حکومت کی austerity کے لئے بھی اربوں روپے رکھنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کا موازنہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ترقیاتی بجٹ وہ ہے جو عوام کی فلاح اور صوبے کی فلاح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ غیر ترقیاتی بجٹ وہ ہے جو ان اداروں کی administrative کے لئے استعمال ہوتا ہے جو عوام کی خدمت کے لئے بنے ہیں۔ 2011-12 میں غیر ترقیاتی بجٹ کا تخمینہ 434بلین750ملین روپے ہے جس میں

2010-11۔ میں development کے لئے 220 بلین روپے ہے یہ تقریباً غیر ترقیاتی بجٹ سے آدھا ہے۔ میں بھی non development میں 386 بلین 787 ملین روپے رکھا گیا تھا جس کو ایک بلین روپے بڑھا کر 387 بلین 575 ملین روپے کر دیا گیا تھا۔ ترقیاتی مد میں 193 بلین 500 ملین روپے تھا جس کو 54 بلین روپے سے کم کر کے 138 بلین 768 ملین روپے کر دیا گیا تھا۔ Revised and reallocated amounts میں یہ تقریباً غیر ترقیاتی مد کا ایک تہائی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ جس پر لاء منسٹر صاحب نے آج اجلاس کے شروع میں کہا کہ ان سب چیزوں کا جواب دیا جائے گا کہ کیوں 193 سے 138 پر آیا اور 106 actual rate ہو گا اور میں جانتا ہوں کہ کم و بیش کیا جواب ہو گا۔ سیلاب کو ایک بہت بڑی آفت کہا جاتا ہے لیکن اگر سیلاب کی وجہ سے کوئی قربانیاں دینی پڑی ہیں تو یہ قربانیاں صرف عوام کی قسمت میں کیوں ہیں، یہ کٹوتیاں صرف ترقیاتی بجٹ سے کیوں کی جاتی ہیں اگر واقعی صوبے میں معاشی مسائل موجود تھے تو ہوم ڈیپارٹمنٹ کے غیر ترقیاتی اخراجات کیوں 13 کروڑ 90 لاکھ روپے سے بڑھا کر 23 کروڑ 80 لاکھ روپیہ کر دیا گیا، کیوں صحت کے شعبہ کو ترقیاتی اخراجات کے لئے 14 بلین اور 500 ملین روپے دینے کے بعد کم کر کے 8 بلین روپے کر دیا گیا۔ اگر واقعی معاشی مسائل موجود تھے اور سیلاب نے واقعی عذاب ڈال دیا تھا تو کیوں تعلیم کو اپنی ترجیحات میں اولین رکھنے کا دعویٰ کرنے والی حکومت تعلیم کا ترقیاتی بجٹ آدھا کاٹ گئی اس کے برعکس economic affairs کی مد میں غیر ترقیاتی بجٹ 45 بلین روپے سے بڑھا کر 61 بلین روپے کر دیا گیا؟ اسی طرح development expenditure میں social production کے لئے 900 ملین اور 400 ملین روپے کر دیا گیا۔ Agriculture جیسی اہم مد میں 3 بلین 200 ملین روپے allocate کرنے کے بعد revise کر کے اسے ایک بلین 524 ملین روپے کر دیا گیا۔ ٹرانسپورٹ میں ایک بلین 190 ملین روپے کو 223 ملین روپے کر دیا گیا۔ اگر آپ sector wise موازنہ کرتے جائیں تو ہر sector میں کمی کی گئی ہے اور non development sector میں بڑھایا گیا ہے۔ صوبے کے حالات ان باتوں کی اجازت نہیں دیتے، اگر آپ واقعی سنجیدہ ہیں تو صرف budget document اور بجٹ کتابوں کے پلندے بھرنے کی بجائے اب عمل کا مظاہرہ کریں، ہم عملی طور پر پنجاب کی فلاح چاہتے ہیں۔ اگر آپ ایسے اقدامات کریں گے تو آپ کے ممبران کی طرح آپ کا صوبہ بھی آپ کے نام کے نعرے لگائے گا۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سال عوام نے کسی اُمید کے ساتھ بجٹ کا انتظار نہیں کیا، وہ جانتے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے، ان کو پتا ہے کہ اگر بجٹ کی کتابوں میں 200۔ارب روپے یا 900۔ارب روپے کے

figures دیئے جائیں گے تو ان پر خرچ ہونے کی باری تک وہ 2 یا 4۔ارب روپے رہ جائیں گے اور اگر ایسا ہی کرنا ہے کہ 220۔ارب روپے دے کر 110۔ارب روپے لگانے ہیں یا 193۔ارب روپے دے کر 138۔ارب روپے لگانے ہیں تو آپ 193 یا 138۔ارب روپے کا کیوں کہتے ہیں؟ آپ 4000۔ارب روپے کا دعویٰ کر دیں۔ 200 بلین روپے کہہ کر پاکستان کا ریکارڈ توڑنے کی بجائے 4000۔ارب روپے کہہ کر عالمی ریکارڈ قائم کر دیں کیونکہ عملی طور پر تو آپ پر کوئی obligation نہیں ہے کہ آپ نے جو بجٹ میں لکھا ہے آپ نے وہی اخراجات کرنے ہیں۔ آپ نے non development sector میں بجٹ بڑھانا ہے اور development sector میں گھٹانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساہی صاحب! آپ کا بہت شکریہ، آپ تشریف رکھیں۔

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ یہ بجٹ کسی طرح اس عوام کے لئے کوئی فائدہ پہنچا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر غزالہ رضا رانا!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب کا بجٹ announce ہو چکا ہے اور آپ سب کو معلوم ہے کہ بجٹ ہر حکومت کی پالیسی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہمارے اخراجات کیا ہوں گے، ہم نے ٹیکس کہاں سے لینا ہے، loan کیسے لینا ہے اور کس طریقے سے لانا ہے اور حکومتی پالیسی پر کیسے عمل درآمد کرنا ہے۔ ہر حکومت یہی کوشش کرتی ہے کہ عوام دوست بجٹ ہو اور اس طریقے کا بجٹ ہو جس سے عام بندے کو ریلیف ملے۔ میں حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایسا بجٹ پیش کیا ہے جو ہر بندے کا منہ بند کر سکتا ہے کیونکہ اس میں ٹیکس کی شرح بہت کم ہے اور اگر ٹیکس کی شرح میں اضافہ ہوا ہے تو اشرافیہ کے لئے ہوا ہے، عام عوام کے لئے نہیں۔ پنجاب حکومت نے جو کشکول توڑنے کا نعرہ لگایا تھا وہ اس بجٹ میں سچ کر کے دکھایا ہے اور ہم نے غیر ملکی امداد کو trade کی شکل میں بدلا ہے، ہم غیر ملکی امداد کے بھوکے نہیں ہیں، ہم نے trade کو پروان چڑھانا ہے اور ہم عزت و وقار کے ساتھ حکومت کرنے پر یقین رکھتے ہیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ شہباز شریف صاحب نے جو کہا وہ کر کے دکھایا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہر بندے کو اس کی تقلید کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک طرف تو پاکستانی حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم عام بندے کو ریلیف دیتے ہیں، ہم عوام کے ساتھ ہیں اور دوسری طرف وزیر اعظم ہاؤس اور صدارتی محل کے بجٹ کو بڑھا دیتے ہیں۔ اگر

مقابلہ کرنا ہے تو آئیں دیکھیں ہمارے خادم اعلیٰ کو جنہوں نے ایوان وزیر اعلیٰ کے بجٹ میں کمی کی ہے اور صوبائی کابینہ میں اپنے ماہانہ مشاہرہ میں 25 فیصد رضاکارانہ کمی کی ہے اور وہ اس سال بھی برقرار رہے گی۔

سید حسن مرتضیٰ: کیا بات ہے، سبحان اللہ!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! یہ پھر مجھے پچھلے سال کی طرح disturb کر رہے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk.

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: اگر مقابلہ کرنا ہے تو وفاقی وزراء بھی اپنے ماہانہ مشاہرے میں 25 کی جگہ 35 فیصد کمی کا اعلان کریں۔ اگر ہمارے ساتھ مقابلہ کرنا ہے تو وزیر اعظم ہاؤس اور صدارتی محل کے اخراجات میں زیادہ سے زیادہ کمی کا اعلان کریں پھر ہمارے خادم اعلیٰ کے ساتھ مقابلہ کریں، پھر ہماری صوبائی کابینہ کے ساتھ مقابلہ کریں۔ پبلک سیکٹر میں سرکاری اداروں کا فوری طور پر جو پرفارمنس آڈٹ کرنے کا حکم ہے یہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ تمام ادارے کرپشن سے پاک کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گا۔ اس پر میری طرف سے ایک تجویز ہے کہ یہ آڈٹ ایک ایسی رجسٹرڈ فرم سے کرایا جائے جو کہ neutral ہو اور آڈٹ کو آڈٹ کی طرح کرے نہ کہ مذاق کی طرح تاکہ صوبہ پنجاب کرپشن سے پاک ہو جائے۔ بجٹ میں جو بھی ٹیکس لگایا گیا ہے وہ Elite Class پر لگایا گیا ہے جس میں فارم ہاؤسز، سوئمنگ پول اور Elite Clubs وغیرہ شامل ہیں۔ اس میں، میں تھوڑی سی تجویز پیش کرتی ہوں کہ فارم ہاؤسز پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے وہ صرف covered areas پر لگایا گیا ہے میں یہ سمجھتی ہوں کہ covered areas کے علاوہ اگر پورے فارم پر اس کی زمین کے حساب سے ٹیکس لگایا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ فارم ہاؤسز کافی بڑے ہوتے ہیں لیکن covered area تھوڑا سا ہوتا ہے تو اس پر ٹیکس لگانا ایک معمولی بات ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ فارم ہاؤسز میں صرف covered areas میں نہیں بلکہ پورے فارم ہاؤس کی زمین پر ٹیکس لگانا چاہئے۔ اس کے علاوہ luxury cars پر ٹیکس لگانے کی تجویز صرف امیر لوگوں کے لئے ہے اور یہ وہ قدم ہے جو ہماری عوام برسوں سے چاہتے تھے کہ اشرافیہ پر اس طرح کا ٹیکس لگایا جائے اور ہماری حکومت نے یہ ثابت کر کے دکھایا ہے کہ ہم اشرافیہ پر ٹیکس لگائیں گے، عام آدمی اور غریب بندے پر ٹیکس نہیں لگائیں گے۔

جناب سپیکر! وفاق سے کچھ وزارتیں صوبہ کو منتقل ہوئی ہیں، اس اضافی بوجھ کو کم کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے صحت اور تعلیم کے شعبے میں 12 سے 14 فیصد اضافہ کر دیا ہے اور سب سے بڑی

بات ڈاکٹروں کا resolve issue ہو گیا ہے اور ڈاکٹروں کی تنخواہیں بڑھادی گئی ہیں۔ اس کے لئے میں ڈاکٹر ہونے کے ناتے حکومت پنجاب کی بہت شکر گزار ہوں کہ میرے پیٹی بھائیوں کو بہت ریلیف ملا اور ان کی مراد پوری ہوئی۔

جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے شروع ہی سے پنجاب حکومت کے ساتھ سوتیلا سلوک کیا ہوا ہے اور اس کے لئے صوبے میں گیس اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ پیدا کی جس کی وجہ سے ہمارے معاشی مسائل میں اضافہ ہوا اسی لئے حکومت پنجاب نے رواں سال میں ایک انرجی ڈیپارٹمنٹ قائم کر دیا ہے جس سے انشاء اللہ پنجاب میں گیس اور بجلی کے حصول میں بہتری آئے گی جس میں چائنا کے ساتھ تونسہ بیراج میں بجلی پیدا کرنے کا جو منصوبہ ہے وہ بھی اسی کام کی ایک کڑی ہے۔ یہ سب کس کے لئے لگایا جارہا ہے، یہ یقیناً معاشی بہتری کے لئے لگایا جارہا ہے، اور اگر ذریعہ معاش میں بہتری آئے گی تو کس کی بہتری ہو گی، عام عوام کی بہتری ہو گی۔ یہ ہمارے جیسے لوگوں کی بہتری ہو گی، یہ ان لوگوں کی بہتری نہیں ہے جو Elite Class سے تعلق رکھتے ہیں جو تنقید کرتے ہیں، جن بہن اور بھائیوں نے ایسی تقریریں کی ہیں ان کے لئے میں ایک شعر عرض کرنا چاہتی ہوں کہ:

ہر اک بات پر کہتا ہے تُو کہ تُو کیا ہے
تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے

جناب سپیکر! ہر بات پر تنقید برائے تعمیر ہونی چاہئے نہ کہ تنقید برائے تنقید۔ اگر تنقید برائے تعمیر ہو تو ہم ان کو لبیک کہیں گے۔ سستے ماڈل بازاروں کا انتظام عوام کو ریلیف دینے کے لئے کیا گیا ہے اس کے لئے تجویز یہ ہے کہ حکومت پنجاب personal interest لے کر اس کی management کو بہتر بنائے اور ان قوتوں کو سرگرم نہ ہونے دے جو پہلے بھی رمضان بازار اور سستے بازاروں میں سرگرم ہوتی رہی ہیں اور ان کو ناکام بنانے میں پیش پیش ہیں۔ حکومت پنجاب کو اس میں personal interest لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اس کے لئے سبزی کی برآمدات کو بہتر بنانے کے لئے پیکج کا اعلان کیا گیا ہے جو کہ ایک احسن قدم ہے اس کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہو گا اور یہ جو انہوں نے سبزیوں کی تجارت کو بہتر بنانے کے لئے قدم اٹھایا ہے اس کے ساتھ پنجاب خوب سے خوب تر کی طرف جائے گا۔

جناب سپیکر! "روٹی کپڑا اور مکان" یہ نعرہ تو کسی اور حکومت کا تھا لیکن پورا مسلم لیگ (ن) نے کیا ہے۔ پہلے ہم نے سستی روٹی کی سکیم شروع کی۔ ہر بندہ تنقید کرتا ہے کہ سستی روٹی میں یہ ہو گیا، وہ ہو گیا، ایسا ہو گیا، ویسا ہو گیا۔ جن لوگوں نے سستی روٹی کھائی ہے ان سے تو جا کر پوچھیں تم لوگوں کو کیا پتا وہ لوگ آج بھی دعائیں دیتے ہیں۔ تم لوگ تو بیوٹی پارلر اور پتا نہیں کن کن باتوں پر ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہو، دو روپے کی روٹی سے تمہارا کیا تعلق ہے؟ اس سے ان لوگوں کا تعلق ہے جو بہت ہی غریب طبقہ ہے اور آپ تو ان لوگوں کے پاس سے گزرتے تک نہیں ہیں۔ آپ لوگوں کو کیا پتا کہ دو روپے کی روٹی کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟ حکومت پنجاب نے سستی روٹی سکیم کے بعد مکان بنانے کے لئے "آشیانہ سکیم" شروع کی جو کہ بہت تیزی کے ساتھ پورے پنجاب میں پھیل رہی ہے اور یہ پنجاب حکومت کا ایک احسن قدم ہے۔ نوجوانوں کے لئے Self Employment Scheme شروع کی گئی ہے یہ ہنر مند نوجوانوں کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہے جو ان کو بے راہ روی سے بچائے گی۔ پنجاب روزگار سکیم کے تحت جو Yellow Cab Scheme شروع کی گئی ہے اس پر بھی بہت تنقید کی گئی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جن لوگوں کے پاس yellow Cabs تھیں آپ ان سے جا کر پوچھیں کہ ان کو کتنا فائدہ ہوا ہے۔ اسی طرح ظاہر ہے ییلو کیب سکیم سے تمام نوجوان تو مستفید نہیں ہو سکتے لیکن جن لوگوں کو ییلو کیب ملی ہے وہ آج بھی پنجاب حکومت کو دعائیں دیتے ہیں۔ زرعی گریجویٹس کے لئے lease پر زمین دینے کا جو پروگرام ہے یہ ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ اس سے Agriculture Graduates کو جو تحفظ ملے گا، جو confidence ملے گا میرا خیال ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ یہ زمین صرف Agriculture Graduates ہی کو ملے۔

جناب سپیکر! اسی طرح پانچ مرلہ مفت پلاٹ فراہم کرنا پنجاب حکومت کا ایک اور خوبصورت قدم ہے۔ پنجاب حکومت مسلم لیگی ہونے کے ناتے قائداعظم کے نام کے ساتھ آج بھی یکجہتی کا اظہار کر رہی ہے۔ قائداعظم کے نام کے ساتھ یکجہتی تو ثابت کرتی ہے اور یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ قائداعظم کی صحیح جانشین جماعت مسلم لیگ (ن) ہی ہے۔ Terrorism کو ختم کرنے کے لئے Counter Terrorism Department شروع کیا گیا ہے۔ آپ کو تو پتا ہی ہے کہ terrorism کتنی تیزی سے پاکستان میں پھیل رہا ہے، PNS اس کی ایک مثال ہے۔ اسامہ بن لادن کا جو واقعہ ہوا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ ریمنڈ ڈیوس کا جو واقعہ ہوا ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ امریکہ ہمیں یہاں پر اس طریقے سے ذلیل کرے، پوری دنیا میں ہمیں بدنام کرے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم

پوری عزت اور وقار کے ساتھ جیئں۔ جیئں تو سر اٹھا کر جیئں اس لئے Counter Terrorism Department بنا کر پنجاب حکومت نے ایک اور کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس پر اگر کوئی تنقید کرے تو میرے خیال میں وہ پھر امریکہ کا یار ہو گا۔

جناب سپیکر! Punjab Endowment Fund for Education بھی قائم کیا گیا ہے جو طالب علموں کے لئے بہت بڑی سہولت ہے۔ اس سے سارے طالب علم تو نہیں لیکن میرے خیال میں بہت سارے طالب علم اس سے مستفید ہو سکیں گے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو ہمیشہ neglect کیا جاتا ہے۔ بار بار یہ بات کی جاتی ہے کہ جنوبی پنجاب ایک ایسا علاقہ ہے جہاں کوئی بھی دھیان نہیں دیتا جبکہ اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کو بہت زیادہ priority دی گئی ہے کیونکہ وہ پنجاب کی شہ رگ ہے۔ جنوبی پنجاب، پنجاب کی شہ رگ ہے اور اس پر جو بھی کوئی بات کرے گا ہم اس کو منہ توڑ جواب دیں گے۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج کی منظوری، ڈیرہ غازی خان یونیورسٹی کو بھی پنجاب حکومت facilitate کر رہی ہے۔ بہاولپور میں 410 بستروں پر مشتمل جدید ہسپتال بنایا جا رہا ہے، ملتان میں سو بستروں پر مشتمل جدید ہسپتال قائم کیا جا رہا ہے۔ رحیم یار خان میں شیخ زید میڈیکل کمپلیکس کی توسیع کی جا رہی ہے جو کہ جنوبی پنجاب کے لئے ایک بہترین اضافہ ہے۔ میرے ایک بھائی نے یہاں پر کہا تھا کہ خواتین کے لئے 2۔ارب روپے کم کر دیئے گئے ہیں، یقیناً کر دیئے گئے ہیں اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ بھی دیکھیں کہ خواتین کے لئے یونیورسٹیوں کا قیام Gender Reforms Action Plan کے تحت کیا جا رہا ہے اور میرے خیال میں میرے وہ بھائی جنہوں نے یہ بات کی ہے اس وقت موجود نہیں ہیں لیکن میں نے ان کی ہر attend meeting کی ہے اور میرے خیال میں اگر Gender Reforms Action Plan اچھے طریقے سے مکمل کیا جائے گا تو خواتین وہ ترقی کریں گی کہ آپ خود کہیں گے کہ ہاں پنجاب حکومت نے خواتین کا حق ادا کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب والا! تھوڑی سی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پانچ منٹ وہ ہیں جو گزر چکے ہیں۔ اب آپ wind up کریں۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب والا! میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتی ہوں۔اس کے علاوہ میں یہ کہتی ہوں کہ سپورٹس ہر قوم کے لئے صحت مند تفریح کا درجہ رکھتی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کھیل کو سیاست سے پاک کرنے کے لئے پنجاب کرکٹ اکیڈمی، پنجاب سپورٹس پروگرام کا اقدام عمل میں لایا جائے اور کرکٹ کو سیاست سے پاک کرنے کا عزم کیا جائے۔اس سے نوجوان طبقے کو صحت مند تفریح ملے گی اور national level کے players بھی ملیں گے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جتنا بھی ہمارا بجٹ ہے، ابھی تو میں نے بہت کم بات کی ہے اور آپ نے کہہ دیا ہے کہ میرا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ٹائم بہت کم ہے میں ساری بات تو نہیں کر سکتی صرف یہ کہہ سکتی ہوں کہ:

وطن کی مٹی گواہ رہنا وطن کی مٹی عظیم ہے تو
عظیم تر ہم بنا رہے ہیں گواہ رہنا ،گواہ رہنا
بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ عام بحث کے لئے 20۔جون 2011 تک کے دن مختص کئے گئے ہیں۔اب اجلاس بروز منگل مورخہ 14۔جون 2011 کو 10 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔